# انصار اللہ

مئی ۱۹۹۷ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

## جماعت احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کی عظیم الشّان برکت

# توحیدِ الٰہی کا قیام

مولانا محمد صدیق شاہد گورداسپوری

خدا تعالیٰ کے جتنے بھی انبیاء اور مرسلین دنیا میں مبعوث ہوئے ان کا بنیادی کام یا مقصدِ وحید یہی تھا کہ بنی نوع انسان کو ایک ایسے خدا کی خبر دی جائے جو اپنی ذات میں اور صفات میں واحد و یگانہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اس حقیقت کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار ان الفاظ میں دہراتا ہے۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (سورۃ الاعراف: ۶۶)

اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی بھی معبود نہیں۔ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ نے بھی اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

> "نجات حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کے لئے بھی کمربستہ ہو جائے اور اس کی رضامندی کی راہوں کو شناخت کرے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ دونوں باتیں محض خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی آئی ہیں۔ پھر کس طرح یہ لغو خیال ہے کہ ایک شخص توحید رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ بھی نجات پائے گا۔ اے عقل کے اندھے اور نادان توحید بجز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے۔"
>
> (حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۷)

پس خدا تعالیٰ اپنے انبیاء کے ذریعہ دنیا میں اپنی وحدانیت اور یکتائی کو اس شان کے ساتھ قائم فرماتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔

پھر جب انبیاء علیہم السلام اپنی طبعی زندگی گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو یہ مقدس فریضہ ان کے جانشینوں اور خلفاء کے سپرد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سورہ نور کی آیت استخلاف میں امتِ مسلمہ سے جو خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس میں خلیفۃ اللہ کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ

يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا (سورہ نور: آیت ۵۶)

کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کریں گے۔ گویا وہ خالص موحد

ہوں گے اور شرک کے شدید دشمن ہوں گے ۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ خلافت کی بہت بڑی ذمہ داری اور برکت یہ ہے کہ نبی کے ذریعہ جو توحید الٰہی کا بیج بویا جاتا ہے وہ اس کو پروان چڑھاتے ہیں ۔ اس کی کامل نگہداشت کرتے ہیں اور دوسروں کے دلوں میں اس عقیدہ کو اس قدر راسخ کر دیتے ہیں کہ وہ دوبارہ شرک کی طرف مائل نہ ہو سکیں ۔ وہ خود بھی توحید کے پرستار ہوتے ہیں اور مومنین کو بھی اس کے پرستار بنا دیتے ہیں ۔ وہ نہ خود کسی غیر اللہ کے سامنے جھکتے ہیں نہ مومنین کو جھکنے دیتے ہیں ۔

توحید کے سب سے بڑے علمبردار ہمارے آقا و مولیٰ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ آپؐ نے توحید کی عظمت اور فضیلت اس قدر دلوں میں بٹھا دی کہ توحید ہی اسلام کا مغز اور خلاصہ بن گئی ۔ توحید ہی کا دوسرا نام اسلام ہوا ۔ اور توحید ہی اسلام کا مظہر شعار اور اس کی صداقت و حقیقت ہے ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"توحید کی عظمت دلوں میں بٹھانے کے لئے ایک بزرگ نبی ملک عرب میں گزرا ہے ۔ جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ تھا ۔ خدا کے اس پر بے شمار سلام ہوں ۔"

(ضمیمہ رسالہ جہاد صـ ۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صـ ۲۷ )

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپؐ کے بعد خلفاء راشدین نے جس جوانمردی ، نور بصیرت اور عزم و ہمت کے ساتھ توحید کے علم کو بلند کیا اور اس کی حقیقت کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو صحابہ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ گھبرا گئے ۔ اور ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تھے کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں ۔ حضرت عمرؓ پر بھی اتنا اثر تھا کہ آپ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو کہے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا ۔ ایسے وقت میں توحید کا علم بلند کرنے والا کون تھا ۔ وہ حضرت ابوبکرؓ تھے ۔ جن کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلا خلیفہ منتخب ہونے کی سعادت بخشی ۔ جب آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی تو آپ سیدھے حضرت عائشہؓ کے اس حجرہ میں تشریف لے گئے جہاں آپؐ کا جسد مبارک تھا ۔ اور آپؐ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر کہا کہ آپؐ فی الواقع فوت ہو گئے ہیں اور اپنے محبوب کی جدائی کے صدمہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ آپ نے جھک کر آپؐ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا ۔ پھر سیدھے اس جگہ گئے جہاں صحابہ جمع تھے اور فرمایا :-

"یَا اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ

کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَایَمُوْتُ "۔ (بخاری جلد ۲ باب مناقب ابوبکرؓ)

یعنی اے لوگو سُن لو جو کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا وہ سُن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اسے یاد رہے کہ وہ اللہ اب بھی زندہ ہے اور فوت نہیں ہوا۔ پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ"۔ (آل عمران آیت: ۱۴۵)

اس پر حضرت عمرؓ اور باقی سب صحابہ کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعتہً فوت ہو گئے ہیں۔ اور زندہ جاودانی صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی سب مخلوق خواہ وہ رسول اللہ ہی کیوں نہ ہوں فنا ہونے والی ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خلافت ہی تھی جس نے توحید کا نعرہ اس رنگ میں بلند کیا۔ کہ حضرت عمرؓ جیسے بہادر و جری انسان کو بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔

موجودہ زمانے میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد خدا تعالیٰ نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کے نظام کو قدرتِ ثانیہ کی شکل میں قائم فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے جانشینوں نے اس ارشاد خداوندی کو جس رنگ میں پورا فرمایا ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد کے ذہن میں خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی وحدانیت کو اس انداز میں ذہن نشین کرا دیا ہے کہ اس کی برکت سے آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد اس یقین محکم پر قائم ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت دنیا کا کوئی حاکم دنیا کا کوئی جابر اس جماعت کو مٹا نہیں سکتا اور وہ نہ صرف خود توحید کامل پر یقین رکھتے ہیں بلکہ اکنافِ عالم میں آج وہی توحید خالص کے علمبردار ہیں اور اس کے قیام کے لئے تن من دھن کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ اس حقیقت کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے جب توحید کا پیغام دنیا میں پہنچانا ہے تو یاد رکھیں کہ اس راہ میں تکلیفیں دی جائیں گی۔ ...... میں جانتا ہوں کہ اس زمانے میں توحید کے لئے جتنی جماعت احمدیہ نے قربانیاں دکھائی ہیں دنیا کے پردے پر توحید کے لئے دی جانے والی ساری قربانیاں ایک طرف کر دیں تو اس کے مقابل پر ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس زمانے میں توحید کے نام پر سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو سزا نہیں دی جا رہی ...... خدا کی قسم آج آپ ہیں جو توحید کے لئے ایسی قربانیاں پیش کر رہے ہیں ...... پس ہم توحید کے محض دعویدار نہیں ہیں۔ ہم توحید کو اپنے اعمال میں جاری کر چکے ہیں آج ایک ہم ہیں تو ہیں جو توحید کے نام پر ہر قسم کے ابتلاء میں مبتلاء کئے گئے اور ہر ابتلاء سے ثابت قدم باہر نکلے ہیں اسی کا نام قدم صدق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت احمدیہ کو قدم صدق

عطا فرماتا رہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۔ اگست ۱۹۹۳ء الفضل ۲۰۔ نومبر ۱۹۹۳ء)

یہاں ایک طرف تو شرک اور بدعت کا زور ہے۔ قبر پرستی اور مُردہ پرستی کو فروغ مل رہا ہے۔ مسلمان حکمران قبروں پر بڑی بڑی چادریں چڑھانا اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور پیر پرستی ان کا شیوہ بن چکا ہے۔ وہاں ایک جماعت احمدیہ ہے جو قدرت ثانیہ کے ظہور کی برکت سے اس قسم کی لغویات اور مشرکانہ خیالات و اعمال سے محفوظ ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں ؎

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں

چنانچہ خلفاء احمدیت نے اپنے اپنے وقت میں جس رنگ میں توحید الٰہی کے مضمون کو جماعت احمدیہ کے افراد کے ذہنوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی ہے اس کا کچھ ذکر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرتؓ حکیم مولانا نور الدین صاحب.... تھے۔ آپ قرآن کریم کے عاشق صادق تھے۔ چنانچہ درس القرآن کے دوران احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اللہ جل شانہ کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اس کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع، محبوب مطلوب امیدوں کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں۔ سلاطین ہوں۔ امراء ہوں، ضرورتیں ہوں غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اطاعت، عبادت، فرمانبرداری، تذلل اور اس کی حب کے سامنے کوئی اور شئے، محبوب، مقصود و مطلوب اور مطاع نہ ہو۔"

(فرمودہ ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۲ء الفضل ۲۵۔ جولائی ۱۹۹۳ء)

حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب..... کی وفات کے بعد جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مسند امامت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اپنی امامت کے پہلے جلسہ سالانہ پر ۲۸۔ دسمبر ۱۹۱۴ء کو جو تقریر فرمائی اس میں بڑے زوردار الفاظ میں جماعت کو توحید الٰہی پر قائم ہونے اور شرک سے کلیتہً اجتناب کی تلقین کی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:-

"میں تمہیں بڑے زور سے بتلاتا ہوں کہ دنیا میں لوگ خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر خوبصورت، اس سے بڑھ کر محبت کرنے والا، اس سے بڑھ کر پیارا اور کوئی نہیں ہے۔ تم لوگ اگر پیار کرو تو اس سے، محبت لگاؤ تو اس سے لگاؤ، ڈرو تو اس سے ڈرو، خوف کرو تو اس سے کرو۔ اگر وہ تمہیں حاصل ہو جائے تو پھر تمہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں رہ جاتی۔ اور کوئی روک تمہارے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔"

(برکات خلافت صـ۱۱۰)

پھر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"صرف ایک ہی اللہ ہے اگر کوئی سمجھے کہ اس کو چھوڑ کر اور کسی کو تلاش کر لوں گا تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ ایک ہی ہے۔ دو نہیں۔ تین نہیں۔ چار نہیں اور ہزاروں لاکھوں نہیں جب ایک ہی اللہ ہے تو اس کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے۔"

(ایضاً صـ۱۱۱)

پھر شرک کی تردید میں فرماتے ہیں:۔

"اس سے بڑھ کر میں ایک اور بات بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ اللہ ایک ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی احمدی مشرک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مواحد بننے کی توفیق دی ہے۔ اس لئے مجھے یہ تو ڈر نہیں کہ کوئی احمدی قبروں کے آگے سجدہ کرے گا یا خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کا دامن پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ باقی دنیا نے تو دین کو چھوڑ دیا ہے۔ گو تم وہ جماعت ہو جس نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس جماعت سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اسے بڑھاؤں گا۔ اور یہ ایک برگزیدہ جماعت ہے۔ اس لئے اس جماعت کے متعلق صریح شرک کا احتمال نہیں کیا جا سکتا۔"

(ایضاً)

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اپنی ابتدائی زندگی سے ہی خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرنے کا جذبہ اپنائے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا مجھ سے پیار کرتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ میں کچھ ہوں۔ میں تو ایک عاجز ترین انسان ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔"

(دورہ مغرب صـ۳۴۵)

محترم ثاقب زیروی صاحب ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب فرقان فورس کشمیر میں محاذ پر خدمات سرانجام دے رہا تھا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ مجھے محاذ جنگ میں بربط کی پہاڑیوں پر جانے کا موقع ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ بھمبر سے سوکھا تلاب جاتے ہوئے راستہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ جو گائیڈ ہمیں راہنمائی کے لئے

دیا گیا تھا وہ چلتے چلتے ایک دم ایک جگہ بیٹھ کر اپنا دایاں ٹخنہ پکڑ کر کراہنے لگا۔ حضور جو چند قدم پیچھے تھے فوراً بھاگ کر اس کے پاس پہنچے معلوم ہوا کہ اسے بچھو نے ڈس لیا ہے۔ حضور نے اسے تسلّی دی اور اس کے سامنے بیٹھ کر بسم اللہ اور ہو الشافی پڑھ کر اس کے ٹخنے کو سہلانے لگے۔ یہ عمل کوئی دو تین منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد اس شخص کے چہرے پہ رونق اُبھرنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ ہشاش بشاش اُچھل اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور قافلہ پھر روانہ ہو پڑا۔ حضور آگے آگے تھے ہم دونوں پیچھے پیچھے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا آپ کے صاحب تو بڑے کرنی والے ہیں۔ یہ گفتگو آپ نے سُن لی اور فوراً مُڑ کر ہمارے پاس آئے اور گائیڈ سے مخاطب ہو کر فرمایا

دیکھو اس میں کسی کرامت کا دخل نہیں ہے۔ اگر چاہو تو میرے جیسے کرنی والے تم بھی بن سکتے ہو پس اتنا کیا کرو کہ جب آموں کا بُور آجائے تو موسم میں اس بُور کو اچھی طرح اپنے ہاتھوں میں رگڑ رگڑ کر مَل لیا کرو۔ اس بُور کا کم از کم سال بھر اثر ضرور رہتا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا۔ ایسا کرنے کے بعد تم بھی میری طرح کے کرنی والے بن جاؤ گے۔ اس وضاحت و نصیحت کے بعد جب ہم نے اپنا سفر شروع کیا تو مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

ثاقب یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے شرک ہمیشہ باریک در باریک راہوں سے انسانی جذبات و محسوسات پہ وار کرتا ہے۔ اسے اس کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔ اس لئے اس نے ضروری سمجھا کہ فوراً ہی اسے بتا دوں کہ یہ تاثیر دراصل اللہ تعالیٰ نے اس بُور میں رکھ دی ہے۔ بُور والے ہاتھ زخم پر پھیرنے سے مچھر۔ بھڑ اور بچھو تک کا درد اور زہر خدا تعالیٰ کے فضل سے جلد دور ہو جاتا ہے۔ عطائی اور فریب کار اس کو معجزہ کے طور پہ پیش کر کے ہی جہلا کو لُوٹتے ہیں۔ (الفضل ۔ خلیفۃ المسیح الثالث نمبر صٓ ۶۷)

پھر جب آپ کو خدا تعالیٰ نے منصب امامت پر متمکن فرمایا تو خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی وحدانیت پہ یقین میں مزید پختگی۔ گہرائی اور شدّت پیدا ہوتی گئی اور خدا تعالیٰ کی ہستی پہ آپ کو ایسا کامل یقین تھا کہ اس کے مقابل پہ آپ کسی اور کو ذرہ بھر بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:-

"خدا کی یہ عجیب شان ہے کہ جب ۱۹۷۱ء کے شروع میں گھوڑے سے گرا اور علاج کے کئی مراحل سے مجھے گذرنا پڑا تو اس سے میرے گھٹنے STIFF ہو گئے۔ ایک ڈاکٹر صاحب مجھے کہنے لگے یہ تو اب ٹھیک ہو ہی نہیں سکتے۔ مَیں نے کہا۔ مَیں نے تمہیں خدا کب مانا ہے۔ مَیں تو اللہ کو مانتا ہوں اور اس پہ بھروسہ رکھتا ہوں جو قادرِ مطلق ہے۔ اس کے سامنے کوئی چیز انہونی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور یہ تکلیف دور ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک"

(الفضل ۲۔ مارچ ۱۹۸۰ء)

پھر آپ اپنے رب پہ بھروسہ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آج مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ مجھے دنیا کے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ میرا سہارا

ہے اور اسی پر میرا توکّل ہے ۔ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس صدی میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار قائم ہوگا ۔" (خطاب جلسہ سالانہ ۲۸ ۔ دسمبر ۱۹۸۰ء)

۱۸ ۔ جولائی ۱۹۸۰ء کو بیتِ نُور فرینکفورٹ میں خطبہ جُمعہ میں فرمایا :۔

"بنیادی حقیقت اس کائنات کی توحید باری تعالیٰ ہے ۔ اس کو چھوڑ کر اس کو ناراض کر کے ہم کہاں جائیں گے ۔ انسانوں کی پرواہ نہ کرو ۔ انسان کی حقیقت ہی کیا ہے ۔ وہ ایک ایٹم ایک ذرّہ پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں ہے ۔ اس لئے بجز خدا کے کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہمیشہ مسکراتے رہو ، صرف خدا سے ڈرو اور ہمیشہ اس فکر میں رہو کہ وہ ناراض نہ ہو جائے ۔" (دورہ مغرب صفحہ ۱۳۴)

پھر آپ نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ناروے کے دار الحکومت اوسلو میں بیت الذکر کے افتتاح کے موقع پر ایک نہایت ہی ایمان افروز رنگ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ۔ فرمایا :۔

"وہ اللہ ذات واحد ہے ۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کوئی اور عبادت اور اطاعت کے لائق نہیں ۔ وہ عالم الغیب ہے ، وہی اپنی ذات کی حقیقی معرفت رکھتا ہے ، اس کے سوا اس کی ذات اور صفات کا احاطہ نہیں ہو سکتا ۔ ہر مشہود چیز کا بھی حقیقی علم اسی کو ہے ۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ، کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی نگاہ میں ہے ۔ یہ ہے اس کے احاطہ علم کی غیر محدود وسعت ....... سرِ مُو انحراف کئے بغیر توحید باری تعالیٰ پر صحیح رنگ میں ایمان لانا یہ وہ عدل ہے جو ایک بندے کے لئے اپنے خالق کے بارہ میں روا رکھنا لازم ہے ۔ توحید باری پر ایمان کا اعلان کرنے اور پوری صحت کے ساتھ اعلان کرنے کی غرض سے ہی اللہ کا گھر تعمیر کیا جاتا ہے ۔" (دورۂ مغرب صفحہ ۲۲۱ - ۲۲۲)

اب جب ہم قدرتِ ثانیہ کے مظہر رابع کے عہد مبارک پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں توحید الٰہی کے قیام اور جماعت کے ذہنوں میں اس مضمون کو راسخ کرنے کے لئے ایک خاص جوش اور ولولہ نظر آتا ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نہایت درد بھرے دل کے ساتھ جماعت احمدیہ کے افراد کو توحید الٰہی پر قائم ہونے اور پھر اس کی اشاعت کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لانے کی طرف ترغیب دلائی ۔ چنانچہ آپ جماعت کی تنظیموں کی مجالس عاملہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"سب سے اہم بات جس کو تمام دنیا کی مجالس عاملہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے وہ توحید ہے ۔ توحید خالص کسی آسمان پر بسنے والی چیز کا نام نہیں ہے ۔ (دینِ حق) جس خدا کو پیش کرتا ہے وہ آسمانوں کا بھی خدا ہے ۔ اس سے کائنات کا کوئی حصّہ بھی خالی نہیں ۔ وہ نور السمٰوٰت والارض ہے ۔ اس کی توحید کے دائرہ سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ۔ اس کی توحید کے اثر اور نفوذ سے کوئی چیز خالی نہیں ہونی چاہیئے ۔ اس لئے جماعت احمدیہ جو حقیقی توحید پرست ہے اسے اپنے طرز عمل میں توحید کا منظر پیش کرنا چاہیئے

اگر جماعت احمدیہ نے اس طرف سے غفلت کی اور ایسا ہونے دیا کہ انگلستان کی جماعت ایک الگ کردار ادا کر اُٹھ رہی ہو اور افریقہ کی جماعت ایک الگ کردار لے کر اٹھ رہی ہو۔ اور اس طرح یورپ اور امریکہ چین اور جاپان، انڈونیشیا اور ملائشیا کی اور دیگر ممالک کی جماعتیں اپنا اپنا ایک الگ کردار بنا رہی ہوں تو توحید قائم نہیں ہو سکتی۔ توحید عمل کی دنیا میں دکھائی دینی چاہیئے۔ خدا کے نام پر اکٹھے ہونیوالے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جمع ہونے والے ایک ہو جانے چاہئیں، اور انہیں وحدت کا منظر پیش کرنا چاہیئے۔ وحدت کے مناظر مختلف شکلوں سے مختلف زاویوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ایک وحدت کا منظر ہے۔ آپس میں محبت کرنا اور ایک ہو جانا جغرافیائی تفریقات کو بھلا دینا رنگ و نسل کے امتیازات کو فراموش کر دینا اور ایک جان ہو جانا اس پہلو سے بھی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ محض تلقین سے قائم نہیں ہو سکتی بلکہ اس سلسلہ میں باقاعدہ منصوبہ بندی ہونی چاہیئے۔"

(خطبہ جمعہ ۷ نومبر ۱۹۸۶ء الفضل ۲ ستمبر ۱۹۹۳ء)

حضور انور نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک الہام کی روشنی میں جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا:-

"چونکہ توحید کا مضمون چل رہا ہے۔ اس لئے مَیں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو ملنے والی ایک خدائی خبر کے الفاظ میں ان تمام مجالس کو اور دنیا کی تمام جماعتوں کو پیغام دیتا ہوں کہ اے ابنائے فارس توحید کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ خبردار توحید کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں خوشخبری دو کہ خدا کی نگاہ میں ان کا قدم سچائی پر پڑ رہا ہے۔ ان کے رب کی نظر میں ان کا قدم سچائی پر پڑ رہا ہے۔

ان دونوں جملوں کا تعلق دراصل توحید اور اس کے لازمی نتیجہ سے ہے۔ یہاں ابنائے فارس کو یہ ارشاد فرمایا گیا لیکن ابنائے فارس میں روحانی ابنائے فارس لازماً داخل ہیں۔ کیونکہ ابنائے فارس کا مضمون ہی روحانی تعلق سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت قرار دیا۔ گویا کہ ان کی ذات کا ایک روحانی تعلق ہے۔ جسے اہلِ بیت کے تعلق میں تبدیل کر کے ظاہر فرمایا گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اگست ۱۹۹۳ء الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۹۳ء)

پس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے توحید کے مضمون میں ایک نکھار پیدا کر دیا اور جماعت کے ہر فرد کو اس یقین محکم پر قائم کر دیا کہ اس کا خالق و مالک اس کا مرجع و ماویٰ اس کا معبود حقیقی اور اس کا حاجت روا اور مشکل کشا صرف اور صرف ایک ہی ہے جو اس کا خدا ہے۔ یہ ایک ایسی برکت اور نعمت ہے جو اس وقت صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ اس نعمت کو تاقیامت جماعت احمدیہ میں قائم و دائم رکھے۔ آمین

---

اسوہ حسنہ

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت

## محبت الٰہی کا ایک اہم زینہ ۔ انفاق فی سبیل اللہ

------ ایڈیٹر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے یہ امر تو واضح ہے کہ آپ نے اپنا سب کچھ راہ مولیٰ پر تج کر دیا اور محبت الٰہی کے لئے عبادات کا ہر رنگ بجالانے میں جہد مسلسل قائم رکھی۔ ذکر الٰہی ہو یا نماز و روزہ کی عبادات' ایک اعلیٰ اور اکمل اسوہ تھا جو محبت الٰہی کیلئے آپ کے وجود مبارک سے ظاہر ہوا۔ آپ سے ایسے اعمال و افعال ظاہر ہوئے کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کر لیا ہے آپ کے ذرہ ذرہ اور رگ و ریشہ میں خدا کی محبت اور اس کی عظمت کے چشمے پھوٹ رہے تھے اور پھر خدا کی تجلیات کیلئے وہ وجود ایک مصفی آئینہ کی طرح ہو گیا جس سے اس ذات باری تعالیٰ کا حسن و جلال ظاہر ہوا اور اس کے آثار و اظلال سے مخلوق خدا متمتع ہوئی اور بنی نوع انسان کو دائمی حیات کیلئے ثمرات ملے۔

### انفاق فی سبیل اللہ کی حقیقی روح:

انسان اپنے اموال کو مختلف اغراض و مقاصد کیلئے خرچ کرتا ہے۔ اکثر خواہش یہی ہوتی ہے کہ خرچ کیا ہوا مال اضافہ کے ساتھ لوٹے یا نام و نمود کی خواہش ہوتی ہے اور بالواسطہ اس ذریعہ سے بھی مفادات کا حصول مدنظر رکھا جاتا ہے مگر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ اموال اور انفاق فی سبیل اللہ یعنی صدقہ و خیرات کی حکمت اور روح بالکل مختلف تھی۔ اس میں اگر ایک طرف بنی نوع انسان سے آگے **مخلوق کی سچی ہمدردی تھی۔ اور وہ خالص لوجہ اللہ تھی۔ تو دوسری طرف** آپ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کی خاطر یہ اعمال صادر ہوتے اس طرح عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے آپ کو پہنچایا اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی سے پورا حصہ لیا۔

## انفاق فی سبیل اللہ کی بنیادی اغراض:

جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو عبادت سمجھ کر بجا لائیں تو یہی عمل ایک عظیم مقصد کا موجب ٹھہرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان اغراض کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

"و مثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ و تثبیتا من انفسھم......) (البقرہ: ۲۶۶)

یعنی جو لوگ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو اور وہ اونچی جگہ پر ہو۔ اس جگہ ربوہ کا لفظ استعمال کیا فرمایا کہ اونچی جگہ ہمیشہ سیلاب سے محفوظ رہتی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو نشیب میں پانی ٹھہر جاتا ہے جس سے کھیتوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر اونچی جگہ محفوظ رہتی ہے۔ ایسے مقام پر اگر تیز بارش ہو تو کھیتی بہت پھل دیتی ہے اور اگر زیادہ بارش نہ ہو تب بھی تھوڑی بارش سے ہی پھل پیدا ہو جاتا ہے اور وہی اس کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔

اس خوبصورت تمثیل میں سچے مومن کے انفاق کا ذکر فرمایا کہ سچے مومن کا دل ایک باغ کی طرح ہوتا ہے جس میں نیک اعمال کے سرسبز و شاداب پودے ہوتے ہیں جب وہ صدقہ و خیرات کرتا ہے تو اگر وہ بارش کی طرح زیادہ نہ بھی ہو تب بھی وہ اس کی نیکی کے نتائج حاصل کر لیتا ہے۔ ایسا خرچ کرنے والے مومن غرباء ہوتے ہیں اس لئے طل اور ہلکی پھلکی بوندا باندی بھی ان کی کھیتی کو بڑھاتی ہے جو ان کے اخلاص اور تقویٰ کا ثمرہ قرار پاتی ہے۔

پس اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کمیت یعنی مقدار پر مبنی نہیں بلکہ کیفیت سے تعلق رکھتا ہے کہ کس اخلاص اور حسن نیت سے خرچ کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم اور اس پر آپ کا اور آپ کے صحابہ کا عمل دونوں طرز پر تھا۔ انفاق وابل اور طل (یعنی تیز بارش اور ہلکی بوندا باندی) دونوں طرح کے تھے اور نتیجہ خیز تھے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی دو اغراض اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی کیلئے۔ ۲۔ قوم کی مضبوطی

جب خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور محبت مقصود ہو تو دوسرے سفلی اور ذاتی مقاصد کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس انفاق و صدقات سے غرباء کے لئے ترقی کے مواقع میسر آتے ہیں اور وہ قوم کے لئے مفید جزو بن کر اس کی مضبوطی اور طاقت کا موجب بن جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ انفاق و صدقات کا نتیجہ یہ بھی ہے کہ جو مومن سچے دل سے اور اخلاص کے ساتھ مال کی قربانی دے رہے ہوتے ہیں ان کے ایمان کو بھی تقویت حاصل ہوتی ہے۔

# خدا تعالیٰ کا مقصد
# جس کے لئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"...... مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہُوا اور مَیں خُدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے ......"

"...... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یوُرپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے ......"

(الوصیّت

رُوحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶-۳۰۷)

## انفاق کا وسیع مفہوم:

قرآن کریم نے ہدایت اور محبت الٰہی کا ایک اہم زینہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"و مما رزقنھم ینفقون" (البقرہ: آیت ۴)

یعنی جو کچھ بھی ہم نے اپنے بندے کو عطا کیا ہے وہ اسے تقویٰ و اخلاص کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی عطا و عنایات کیا ہیں۔ انسان اگر اپنے محسن و منعم خدا کی نعماء و عنایات کا شمار کرے تو وہ بے حساب ہیں۔ پس ایک مومن پر لازم ہے کہ جب وہ دوسروں پر خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کو مدنظر رکھے۔ وہ اپنے مال اپنی جان اپنے وقت اپنی عزت اپنی جسمانی طاقتوں، ذہنی اور علمی قوتوں کو خرچ کرے اور محبت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اپنے محبوب کے لئے جو کچھ بھی اس کے پاس ہے سب کچھ قربان کردے۔

## مخلوق۔ اللہ تعالیٰ کی عیال ہے:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی اہمیت اور وسعت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

**الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ**

(مشکوٰہ باب الشفقہ والرحمۃ علی الخلق)

کہ تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہے پس اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ آپ کے اس ارشاد کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے شخص کو پسندیدہ قرار دیا اس طرح مخلوق خدا کے ساتھ ایک مومن کو محبت و شفقت اہمیت واضح فرمائی۔ کہ گویا ایک مومن اپنے گھرانے کے باسیوں یعنی اولاد اور بیوی کا سا سلوک کرے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفقت و رحم کی تعلیم:

پھر اہل زمین پر رحم و شفقت کی تعلیم دی اور فرمایا۔

**الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا اھل الارض یرحمکم من فی السماء**

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرحمۃ)

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرے گا تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان سے قریب ترین اس کی اپنی اولاد سے رضائے باری تعالیٰ کی خاطر محبت کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی اور خود اپنا اسوہ بھی دیا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:۔

"قبّل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن بن علی رضی اللہ عنہما وعندہ الاقرع بن حابس فقال الا قرع: ان لی عشرہ من الولد ماقبلت منھم احدافنظرالیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: من لا یرحم لا یرحم"

(بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد و تقبیلہ)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسنؓ بن علیؓ کو بوسہ دیا اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس بھی بیٹھا تھا۔ اقرع نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

ایک اور موقع پر بچوں اور عیال کے ساتھ عمومیت کے رنگ میں محبت و رحم کے سلوک کرنے کی تلقین یوں فرمائی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:۔

"من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ" (مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعیال)

یعنی جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات اور تعلیمات سے واضح ہے کہ اس رحمت مجسم کے دل میں نہ صرف بنی نوع انسان بلکہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ کتنی محبت موجزن تھی اور آپ کس طرح بار بار رحم اور شفقت کی تعلیم فرما رہے ہیں۔ پھر اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا کہ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کا اظہار کیا۔ اس محبت کا ہی تقاضا تھا کہ آپ نے ناداروں غلاموں بچوں اور عورتوں کے طبقہ سے حسن سلوک کیا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھا۔ کیونکہ یہ وہی طبقہ ہے جو اپنے حقوق کی آواز نہیں اٹھا سکتا اور محروم کے ضمن میں آتا ہے۔

## انفاق فی سبیل اللہ کا موقع:

صدقہ و خیرات اور مال و دولت کا خرچ کرنا بھی موقع و محل کے مطابق محبت الٰہی کا موجب بنتا ہے۔ اس بارہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای الصدقہ اعظم اجرا قال ان تصدق و انت صحیح شجیح تخشی الفقر و تامل الغنی

باقی صفحہ ۲۸ پر

داستانِ غم کا یہ دلدوز منظر دیکھنا
وہ بھی محفل سے اُٹھے با دیدۂ تر دیکھنا

وقتِ رخصت تم نہ یوں با دیدۂ تر دیکھنا
پھر طلاطم میں نہ آجائے سمندر دیکھنا

آئینہ کو تم نہ ہرگز بن سنور کر دیکھنا
گھات میں بیٹھا ہے چھُپ کر اک ستمگر دیکھنا

دوستوں سے دوستی کرنا تو کچھ مشکل نہیں
دشمنوں کو بھی تو سیکھو دوست بن کر دیکھنا

اُٹھ رہی ہیں دمبدم جذبات کی لہریں سلیمؔ
دل کے اندر موجزن ہے اِک سمندر دیکھنا

جناب سلیمؔ شاہجہانپوری

مبارک وہ جو ابؔ ایمان لایا

# حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحب...... آف بھیرہ

تحریر: ریاض محمود باجوہ انچارج دفتر شعبہ تاریخ احمدیت

"بھیرہ کو قادیان سے..... مناسبت ہے..... کیونکہ بھیرہ سے ہم کو نصرت ملی ہے۔" (مسیح موعودؑ)

**خاندانی تعارف:۔** حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحب بخاری سید خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مغلیہ دور حکومت میں آپ کے آباء و اجداد کو قاضی کا جلیل القدر عہدہ حاصل رہا۔ اس لئے یہ خاندان قاضی کے نام سے پکارا جانے لگا۔

**مولد و مسکن:۔** آپ بھیرہ ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ولادت 1864ء میں ہوئی۔ بھیرہ کو تاریخ احمدیت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ذکر حبیب میں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا "بھیرہ کو قادیان سے...... مناسبت ہے..... کیونکہ بھیرہ سے ہم کو نصرت ملی ہے"۔

(ذکر حبیب ص 162-164 از حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض فدائی اور مخلص بزرگ رفقاء بھیرہ ہی سے تعلق رکھتے تھے جن میں حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول.....، حضرت مولوی فضل الدین صاحب...... حضرت مفتی محمد صادق صاحب......، حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب...... حضرت حافظ غلام محی الدین صاحب.....، مستری قطب الدین صاحب اور مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب..... ہیں۔ یہ سب خوش قسمت وجود فہرست (رفقاء) 313 میں شامل ہیں۔

حضرت مصلح موعود...... جب 26۔ نومبر 1950ء کو پہلی بار بھیرہ تشریف لے گئے تو اہل بھیرہ سے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"بھیرہ بھیرہ والوں کے لئے ایک اینٹوں اور گارے یا اینٹوں اور چونے سے بنا ہوا ایک شہر ہے مگر میرے لئے یہ اینٹوں اور چونے کا بنا ہوا شہر نہیں تھا بلکہ میرے استاد جنہوں نے مجھے نہایت محبت اور شفقت سے

قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا اور بخاری کا بھی ترجمہ پڑھایا ان کا مولد و مسکن تھا۔ بھیرہ والوں نے بھیرہ کی رہنے والی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا ہے اور میں نے بھیرہ کی ایک بزرگ ہستی کی زبان سے قرآن کریم اور حدیث کا دودھ پیا۔ پس بھیرہ والوں کی نگاہ میں جو قدر بھیرہ شہر کی ہے میری نگاہ میں اس کی اس سے بہت زیادہ قدر ہے"

(الفضل 29۔ نومبر 1950ء ص 3)

**ایام طالب علمی:۔** آپ کے طالب علمی کے حالات بہت دلچسپ ہیں۔ آپ کے والد صاحب کو گھوڑوں کی خرید و فروخت کا شوق تھا۔ ابتداً آپ میں بھی یہی شوق موجود رہا مگر جوانی کے ایام میں یکایک آپ کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوا اور آپ نے اپنی پوری توجہ علم کے حصول کی طرف مبذول کرلی۔

ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے وطن ہی میں پڑھ لیں پھر ہندوستان کے کئی شہروں کے سفر اختیار کئے۔ سفر کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے آپ سہارن پور آئے دیگر مدارس کے علاوہ زیادہ تر تعلیم آپ نے سہارن پور کے مدرسہ "مظہر العلوم" سے حاصل کی۔ سہارنپور کے مشہور محدث مولوی احمد علی صاحب علم حدیث میں آپ کے استاد تھے۔ علم حدیث سے آپ کو بہت محبت تھی۔ علم حدیث سے محبت نے آپ کے دل میں آنحضرت ﷺ سے بھی بے حد محبت پیدا کردی حصول تعلیم کے بعد آپ نے ایک معلم کی زندگی بسر کرنے کو پسند کیا تا نئی نسل کو علم سے مستفید کرسکیں۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی...... کے نوٹ مطبوعہ الفضل 2۔ ستمبر 1930ء کے مطابق آپ 1894ء میں "مدرستہ المسلمین" امرتسر میں استاد تھے اور "بھیرہ کی تاریخ احمدیت" (مؤلفہ مکرم فضل الرحمان بسمل صاحب) میں ہے کہ آپ سہارنپور کے مدرسہ "مظہر العلوم" کے بھی مدرس رہے۔

**قبول احمدیت:۔** حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب کے نزدیک آپ نے 1893ء میں مباحثہ آتھم کے دوران امرتسر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور جماعت احمدیہ امرتسر کی پہلی انجمن فرقانیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ (الفضل 28۔ اگست 1930ء)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی...... فرماتے ہیں۔

"اس وقت تک انجمنوں کا نظام اور قیام سلسلہ میں جاری نہیں کیا گیا تھا...... خدا کے فضل و رحم سے مجھے یہ خیال ہوا کہ امرتسر کے دوستوں کو منظم کیا جائے اور ہم باہم مل کر اپنے تعلقات اخوت بڑھائیں اور دینی قوت کو ایک منظم شکل میں جمع کریں۔ چنانچہ انجمن فرقانیہ کے نام سے ایک انجمن قائم کی گئی۔

(الفضل 2۔ دسمبر 1930ء)

اس دور میں قبول احمدیت کی وجہ سے آپ کی مخالفت شروع ہو گئی چنانچہ آپ سلسلہ ملازمت ترک کر کے امرتسر سے ... ہجرت کر آئے۔ قادیان آکر نہایت قلیل گزارہ پر مدرسہ "تعلیم السلام" میں پڑھانے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر جب جنوری 1906ء میں مدرسہ "تعلیم الاسلام" میں "شاخ دینیات" کا قیام عمل میں آیا تو حضرت قاضی صاحب اس شاخ کے مدرس اول مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی فضل دین صاحب آف کھاریاں دوسرے مدرس مقرر ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 430 بحوالہ رسالہ تعلیم الاسلام جلد 2 ص 322)

## آپ کی نمایاں خصوصیات

☆ آپ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 رفقاء میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" کے صفحہ 616 پر حضرت قاضی صاحب کا نام چھٹے نمبر پر درج فرمایا اور ضمیمہ "انجام آتھم" کے صفحہ 42 پر آپ کا نام 90 نمبر پر درج فرمایا۔ یہ وہ عظیم سعادت تھی جس کی اہمیت کا اندازہ اس پیشگوئی سے لگایا جا سکتا ہے جس کا ذکر علی حمزہ بن علی ملک الطوسی نے اپنی کتاب "جواہر الاسرار" طبع 840ء میں ان الفاظ میں کیا کہ "مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام "کدعہ" ہے خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار "اہل بدر" کے شمار سے برابر ہو گا یعنی 313 ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص 324-325)

☆ حضرت قاضی صاحب تحصیل علم کے بعد فارغ ہو کر جب بھیرہ آئے تو حضرت حکیم مولانا نور الدین

صاحب...... بھی ان دنوں بھیرہ ہی میں تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے آپ سے فیض صحبت حاصل کیا۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین...... نے جب آپ میں رشد و سعادت کے آثار دیکھے تو اپنی بھانجی آپ کے نکاح میں دے دی اس طرح یہ صحبت رشتہ داری میں بدل گئی" (الفضل 2۔ ستمبر 1930ء ص 8) حضرت نور بخت صاحبہ والدہ حضرت حکیم مولانا نورالدین...... مئی 1889ء میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں تو تجہیز و تکفین کی سعادت بھی حضرت قاضی صاحب کو ہی حاصل ہوئی کیونکہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب...... خود اس وقت کشمیر میں تھے۔ حضرت نور بخت صاحبہ کا انتقال بھیرہ میں ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 2۔ ص 19)

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاول..... قادیان میں درس قرآن دیا کرتے تھے آپ نے اپنی عدم موجودگی میں جن بزرگان سلسلہ کو درس قرآن دینے کا ارشاد فرمایا ان میں پہلے نمبر پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی... تھے) ان کے بعد حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب... اور ان کے بعد حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحب تھے.."

(تاریخ احمدیت جلد 2 ص 359)

☆ مدرسہ احمدیہ کی ترقی و بہبود کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے مشہور اسلامی درسگاہوں کے طریقہ تعلیم و انتظام کا معائنہ کرنے کے لئے ایک طویل سفر اختیار کیا۔ آپ کے ساتھ ایک وفد دیگر بزرگان سلسلہ کا بھی تھا۔ جن میں حضرت قاضی صاحب بھی شامل تھے۔ یہ وفد 3۔اپریل 1912ء کو قادیان سے روانہ ہوا اور امرتسر' ہردوار' لکھنؤ' بنارس' کانپور' شاہجہانپور' رام پور' امروہہ' دہلی اور سہارن پور شہروں کا دورہ کرتے ہوئے 28۔ اپریل 1912ء کو واپس قادیان آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول... نے پورے وفد کی قادیان واپسی پر ضیافت کی۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 416 تا 422)

☆ ۔اپریل 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی.... نے قادیان میں تبلیغی کلاسوں کا اجراء کیا۔ آپ نے حضرت قاضی صاحب کو بھی ان کا کلاسوں کا استاد مقرر کیا۔

☆ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی... کا استاد ہونے کا شرف بھی حاصل تھا مگر اس کے ساتھ ہی آپ سے عقیدت و ارادت بھی رکھتے تھے اور ہر معاملہ میں پوری اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ فتنہ

انکار خلافت کے خلاف مردانہ وار کھڑے رہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...) کو بھی آپ سے بہت محبت تھی۔ حضور جب شملہ سے واپس آئے اور "الدار" میں جانے سے پہلے قاضی صاحب کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی پائینتی بیٹھ گئے اور آپ کو اٹھ کر بیٹھنے کی خواہش پر آپ نے سہارا دے کر اٹھایا۔ (الفضل 2 ستمبر 1930ء)

یہ ایک عجیب نظارہ تھا جو دیکھنے والوں پر وجد کی کیفیت پیدا کرتا تھا۔ حضور جب امام بنے تو جماعت کے بعض بزرگوں پر رؤیا و الہامات کے ذریعہ آپ کی خلافت کا انکشاف ہوا۔ ان بزرگوں میں حضرت قاضی صاحب بھی شامل تھے جن پر آپ کی (امامت) کا انکشاف ہوا۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 ص 119ء)

☆ 19۔ اکتوبر 1918ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... نے انفلوانزاء کے شدید حملہ کی وجہ سے ایک وصیت لکھ دی جس میں اپنے بعد انتخاب خلافت .... کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل کمیٹی نامزد فرمائی۔ جس میں حضرت قاضی صاحب کا نام بھی شامل تھا اس کمیٹی کو اختیار تھا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کرے یا پھر ایسے شخص کو جس کا نام اس کمیٹی میں شامل نہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 ص 236)

☆ جماعتی نظم و نسق، اصلاح اور نظارتوں کا قیام 1919ء میں عمل میں آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی... نے جہاں افتاء کے لئے حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب .... کو اور ان کے ساتھ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب ہلالپوری ... اور حضرت حافظ روشن علی صاحب ... کو مقرر فرمایا وہاں قضاء کے لئے حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحب کو مقرر فرمایا۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 ص 241-242)

☆ جولائی 1924ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی... ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لئے پہلی دفعہ یورپ جانے لگے تو آپ نے اپنے پیچھے نیابتی نظام مقرر فرمایا اور حضرت مولانا شیر علی صاحب .... کو اپنے بعد امیر مقرر فرمایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ... اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ... کو نائب مقرر فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ چودہ ممبران پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ بھی قائم فرمائی اس مجلس شوریٰ کے ایک ممبر حضرت قاضی امیر حسین صاحب ... بھی تھے۔ حضور نے 11۔ جولائی 1924ء کو ایک خطبہ کے ذریعہ اس مجلس شوریٰ کے بارے میں فرمایا "موجودہ حالات میں یہ لوگ میرے نزدیک بہترین مشیر ہیں"

نیز سبھی ممبران کے متعلق نہایت تعریفی کلمات سے ان کی خدمات کو اور ان کے مقام کو سراہا قاضی

صاحب کے متعلق حضور نے فرمایا "قاضی امیر حسین صاحب بھی پرانے لوگوں میں سے ہیں اور بہت مخلص ہیں" (الفضل 22 جولائی 1924ء)

**سیرت و اخلاق:۔** حضرت قاضی صاحب اپنے علم و فضل کے لحاظ سے علماء سلسلہ میں بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ علمی حیثیت سے جو مقام قاضی صاحب نے حاصل کیا وہ ایک منفرد مقام تھا آپ کا تعلیمی دوران لوگوں میں گزرا جو بہت متعصب اور اپنے خیالات میں جامد اور غالی تھے لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو آزاد خیالی کا جو جوہر عطا فرمایا تھا اسی کی وجہ سے آپ اندھا دھند کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ بلکہ جو پڑھتے اسے خود سوچتے اور غور و فکر کے بعد ایک رائے خود قائم کرتے تھے۔ ان کی رائے ہمیشہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ماتحت ہوتی تھی۔ آپ کے اساتذہ بھی آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ جس بات کو حق سمجھ کر قبول کرتے پھر کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شدید مخالفت کے دور میں قبول کرنا ہی قاضی صاحب جیسے عالم کی بہت بڑی قربانی اور اخلاص کا اظہار تھا۔ حضرت اقدس سے آپ کو بے حد عشق اور محبت تھی۔ بعض مسائل میں وہ اپنی تحقیقات میں جداگانہ مسلک رکھتے تھے لیکن حضرت مسیح ابن مریم کی ولادت کے متعلق جب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا کہ وہ بدوں باپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنی تمام تر تحقیق کو فوراً ترک کر دیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی مجلس میں آپ کبھی سوال نہ کرتے...... تضیع اوقات سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ جب تک تدریسی فرائض سرانجام دیئے ہمیشہ وقت کی پابندی کی۔ جب بھی آپ کو کسی مجلس مشورہ میں بلایا جاتا تو پابندی وقت کے ساتھ مجلس میں پہنچ جاتے بلکہ سب سے پہلے پہنچنے والوں میں ہوتے تھے۔"

صاف گوئی جو کہ قرآنی تعلیم ہے اس میں ہمیشہ مشہور رہے آپ نہایت دیانت دار تھے۔ ایک شخص نے اپنے بعض مصالح کی بنا پر کچھ اراضی حضرت قاضی صاحب کے نام پر خرید کی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنی علالت کے دوران اس کا اظہار کر دیا کہ میرا اس جائیداد سے کوئی تعلق نہیں یہ فلاں شخص کی ہے۔ (الفضل 2 ستمبر 1930)

آپ کی طبیعت مجتہدانہ تھی اور قرآن و حدیث کے کئی مقامات میں منفرد رائے رکھتے تھے۔

آپ دراز قد، خوش اندام اور سرخ و سفید چہرہ والے تھے لباس سادہ مگر صاف، عالم بے بدل اور

فاضل اجل تھے۔ ساری عمر خدمت دین میں مصروف رہے۔ صابر، شاکر اور سخی تھے۔ فصیح اور خوش گفتار تھے۔ چند الفاظ میں بڑے بڑے مطالب ادا فرمادیتے۔ گفتگو وضع دار اور بامحاورہ ہوتی تھی۔ آپ کے معروف شاگردوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی... کے علاوہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس ... اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب بھی شامل تھے۔ (بھیرہ کی تاریخ احمدیت ص 58)

## آپ کی علالت اور وفات

آپ کی بیماری کا سلسلہ کچھ لمبا رہا مگر اس زمانہ علالت میں انہوں نے رضا بالقضا کا زبردست ثبوت دیا۔ دوران بیماری بارہا ایسا ہوا کہ سمجھا جاتا تھا کہ اب شاید آپ کا آخری وقت ہے لیکن آپ بچ جاتے رہے اور یہ اس حدیث کا عملی نظارہ تھا جس میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے نیک بندوں کی روح قبض کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ تاہم موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ چنانچہ 24۔ اگست 1930ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ 25۔ اگست کو ایک بہت بڑے مجمع نے حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب... کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ (الفضل 2 ستمبر 1930ء)

## اولاد

حضرت میر سید محمد اسحاق صاحب کے نوٹ مطبوعہ الفضل 28۔ اگست 1930ء کے مطابق آپ نے متعدد نکاح کئے مگر خدائی حکمت ہے کہ آپ کے بہت بچے فوت ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ اور پانچ بچے تھے۔ "بھیرہ کی تاریخ احمدیت" مکرم فضل الرحمان بسمل صاحب آف بھیرہ نے آپ کے ایک بیٹے سعید صاحب کا ذکر کیا ہے جو دینی اشعار بھی کہتے تھے۔

القصہ حضرت قاضی صاحب سلسلہ احمدیہ کے نامور عالم اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ جماعت احمدیہ میں علماء کا ایک گروپ آپ نے تیار کیا۔ حضرت اقدس کے سچے عاشق اور مخلص فدائی تھے۔

جانِ من از جانِ اُو یابد غذا ❁ از گریبانم عیاں شد آں ذکا!

میری رُوح اُس کی رُوح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے

فارغ اُفتادم بدو از عزّ وجاہ ❁ دل زکف وز فرق اُفتادہ کلاہ

اس کے عشق میں مَیں عزت وجاہ سے مستغنی ہوگیا۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور سر سے ٹوپی گر پڑی

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ؑ)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

# انصار اللہ

ربوہ

ہجرت ۱۳۷۶ ہش

مئی ۱۹۹۷ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

## اس ماہ کے شمارہ میں



جلد نمبر ۳۸ شمارہ نمبر ۵

### شرح چندہ

پاکستان ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ چھ روپے

طبعیات

# غیر مرئی شعاعیں

محترم پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب

سورج سے لاکھوں مختلف قسم کی لہریں یا شعاعیں نکلتی ہیں۔ جن کا طول موج الگ الگ ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض تو زمین تک پہنچتی ہی نہیں لیکن جو پہنچتی ہیں ان کا اثر لہروں کے طول موج اور تعدد کے لحاظ سے الگ الگ ہوتا ہے۔ ان میں بعض ہمیں نظر آتی ہیں۔ جنہیں ہم روشنی کہتے ہیں۔ بعض ہمیں نظر نہیں آتیں انہیں ہم غیر مرئی شعاعیں کہتے ہیں۔ غیر مرئی شعاعوں میں سے بعض کی وجہ سے حرارت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ بعض ایسی ہیں جو ہماری صحت کیلئے مفید ہیں۔ جیسے بالائے بنفشی شعاعیں (ULTRA VIOLET RAYS) غیر مرئی شعاعیں بھی خلا میں اسی طرح چلتی ہیں جس طرح نظر آنے والی روشنی کی لہریں۔ ایک انگریز ہیئت دان سر ولیم ہرشل نے مثلث منشور کو کمرہ میں داخل ہونے والی ایک شعاع کے سامنے رکھ دیا۔ سفید روشنی مختلف رنگوں میں پھٹ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ ہر رنگ کی خصوصیات الگ الگ ہیں۔ اس نے طیف کے ہر رنگ میں ایک ایک تھرما میٹر رکھا۔ اور مشاہدہ کیا کہ جوں جوں ہم سرخ پٹی کی طرف جائیں درجہ حرارت بڑھتا جاتا ہے۔ بالآخر اس نے ایک تھرما میٹر سرخ پٹی سے بھی پرے رکھا تو درجہ حرارت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ سورج سے ایسی شعاعیں بھی آتی ہیں جو نظر آنے والی روشنی میں نہیں ہوتیں۔ سرخ رنگ کے بعد جو شعاعیں ہوتی ہیں انہیں ہم زیریں سرخ یا (INFRA RED RADIATIONS) کہتے ہیں۔ ان کا تعدّد بہت کم ہوتا ہے۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ وہ عام روشنی کی طرح منعکس بھی ہو سکتی ہیں۔ اور منعطف بھی اور وہ عام روشنی کی رفتار سے ہی چلتی ہیں۔

ہرشل کی اس دریافت کے بعد یہ زیریں سرخ شعاعیں بے شمار طریقے پر استعمال ہونے لگی ہیں۔ عام بجلی کے قمقمہ میں سے زیریں سرخ شعاعوں کی کافی مقدار خارج ہوتی ہے۔ ایسے بلب اب بننے لگے ہیں جن میں روشنی کی نسبت حرارت کا اثر زیادہ ہوتا ہے یہ بلب خشک کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ایک موٹر کار کو پینٹ کیا جاتا ہے تو اس کو خشک کرنے کے لئے ایک

سرنگ میں سے گزارا جاتا ہے جس میں چاروں طرف ایسے حرارت کے بلب لگے ہوتے ہیں۔ بلبوں کی حرارت کی وجہ سے پلینٹ منٹوں میں خشک ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے بلب گنٹھیا کے دردوں کو دُور کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ صنعت میں انہیں اس طرح استعمال کیا جاتا ہے کہ پھل اور ترکاریوں کو ان کے ذریعہ قلیل ترین وقت میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ اگر خشک کرنے کا وقت لمبا ہو تو بعض قیمتی حیاتین (وٹامنز) ضائع ہو جاتی ہیں۔ ان شعاعوں کے ذریعہ گوشت کو بھُونا بھی جا سکتا ہے۔ ٹوسٹر میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور کھانے بھی پکائے جا سکتے ہیں۔ آجکل طب میں بھی ان کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ اگر پٹھوں میں دباؤ یا کسی سبب سے درد ہو جائے تو زیریں سرخ شعاعوں کا اثر کافی گہرائی تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

تصویر کشی میں بھی ان شعاعوں کا استعمال ہوتا ہے۔ بادلوں اور دُھند میں خاص فلموں کے ذریعہ ان سے تصاویر لی جا سکتی ہیں۔ بلکہ بالکل اندھیرے میں بھی تصویر کشی ہو سکتی ہے۔ جنگ کے دوران بندوقوں کے ساتھ زیریں سرخ شعاعوں کا آلہ لگا دیا جائے تو سپاہی دشمن کو رات کے اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہے۔ اس آلہ کو SNIPERSCOPE کہتے ہیں۔

جس وقت ہرشل نے زیریں سرخ شعاعوں کے بارے میں انکشاف کیا اس کے ایک سال بعد ایک جرمن نے جن کا نام جان ولیم رٹر تھا۔ یہ دریافت کیا کہ شمسی طیف کے نظر آنے والے حصے سے آگے جس طرح ایک طرف زیریں سرخ شعاعیں ہوتی ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بعض شعاعیں ہوتی ہیں جو حرارت کی بجائے کیمیائی اثرات پیدا کرتی ہیں۔ رٹر کو معلوم تھا کہ سلور کلورائیڈ (چاندی کا ایک مرکب) کو روشنی میں رکھا جائے تو اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس نے سفید روشنی کو شلثی منشور میں سے گزار کر قوس قزح کے سات رنگوں میں پھاڑ دیا اور ہر رنگ میں الگ الگ تھوڑا سا سلور کلورائیڈ رکھا۔ تو اس نے دیکھا کہ سُرخ رنگ میں رکھے ہوئے مرکّب میں تبدیلی برائے نام تھی۔ لیکن بنفشی سرے کی طرف اس کا اثر زیادہ نمایاں اور تیزی سے ہوا۔ پھر رٹر نے بنفشی شعاعوں سے پرے بھی جہاں کوئی روشنی معلوم نہیں ہوتی تھی تھوڑا سا سلور کلورائیڈ رکھا۔ یہاں پر تو وہ روشنی سے بھی زیادہ تیزی سے سیاہ ہو گیا۔ اس طرح رٹر نے غیر مرئی مگر طاقتور شعاعوں کو دریافت کیا جو بنفشی شعاعوں سے پرے واقع تھیں۔ ان کو بالائے بنفشی شعاعیں (ULTRA VIOLET RAYS) کہتے ہیں۔

ان شعاعوں کا تعدد بنفشی شعاعوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے۔ عام روشنی کی مانند ہی ان کا بھی انعکاس اور انعطاف ہوتا ہے۔ لیکن وہ شیشے میں سے آسانی سے نہیں گزر سکتیں۔ ایک اور

سائنسدان سٹوکس نے دریافت کیا کہ وہ QUARTZ میں سے اچھی طرح گزر جاتی ہیں۔ تب اس نے کوارٹز (QUARTZ) کا منشور اور عدسہ بنایا۔ تاکہ ان کے ذریعہ طیف حاصل کیا جا سکے۔ اس کام کے لئے اس نے ہلکی تنویر FLUORESCENCE کا استعمال کیا۔ جب بالائے بنفشی شعاعیں اس پر پڑتی ہیں تو وہ نظر آنے والی روشنی کے ساتھ دمکنے لگتی ہیں۔ اب ہلکی تنویر والی ٹیوبیں سڑکوں اور گھروں میں عام استعمال ہونے لگی ہیں۔ نلیوں کے اندرونی سطح پر ایک خاص قسم کا مصالحہ لگایا جاتا ہے۔ جو برقی رو گزرنے پر بالائے بنفشی شعاعوں سے چمکنے لگتی ہیں۔

سٹوکس کی اس دریافت کی بدولت ہلکی تنویر والی روشنی FLUORESCENT LIGHTING کا استعمال شروع ہوا۔ اور غالباً بالائے بنفشی شعاعوں کا یہی سب سے اہم استعمال ہے۔ روشنی کے لئے لمبی لمبی ٹیوبیں جو آجکل گھروں اور سڑکوں پر استعمال ہوتی ہیں۔ برقی رو کے ذریعہ بستی شرارہ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے بالائے بنفشی شعاعیں پیدا ہوتی ہیں۔ نلیوں کی اندرونی سطح پر خاص قسم کا مصالحہ لگایا جاتا ہے جو بالائے بنفشی شعاعوں کی وجہ سے چمکنے لگتا ہے۔ اس طرح سے غیرمرئی شعاعیں ہلکی تنویر کے باعث نظر آنے والی روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

بالائے بنفشی شعاعوں کا یہ تنویری اثر جرائم کی شناخت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جب انگلیوں کے نشانات پر تنویری سفوف چھڑک دیا جائے اور یہ شعاعیں اس پر ڈالی جائیں تو نشانات بالکل نمایاں ہو جاتے ہیں۔ جعلی دستاویزات کی شناخت میں بھی اسی قسم کے تنویری اثرات کو استعمال کیا جاتا ہے اگر کسی دستاویز پر مختلف قسم کی سیاہی سے تحریر لکھی گئی ہو تو اس کی شناخت بھی تنویری طریقے سے ہو جاتی ہے۔ پارچہ باف ان شعاعوں کی مدد سے کپڑے کے دو تھانوں یا ٹکڑوں میں امتیاز کر لیتے ہیں۔ اسی طرح ہیروں اور دھاتوں کی شناخت میں بھی بالائے بنفشی شعاعوں کے تنویری اثرات کو کام میں لایا جاتا ہے۔ ان شعاعوں کو دندان ساز بھی استعمال کرتے ہیں۔ جو دانت زندہ اور جاندار ہوتے ہیں ان میں تنویر پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بے جان دانت میں نہیں ہوتی۔

گرمی کے موسم میں جو لوگ دھوپ میں پھرتے ہیں انہیں ہیٹ سٹروک یا ضربۃ الشمس کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ درحقیقت بالائے بنفشی شعاعوں کا براہ راست اثر ہوتا ہے۔ یہ جلد کو کالا کرتی ہے۔ جہاں اس قسم کے برے اثرات پڑتے ہیں وہاں یہ جسم میں حیاتین د (VITAMIN D) بھی پیدا کرتی ہیں۔ ان حیاتین کی بدولت غذا میں جو کیلشیم، فاسفورس اور دوسرے معدنی مادے ہوتے ہیں ان سے ہڈیاں اور دانت نشو و نما پاتے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بالائے بنفشی شعاعیں بڑی

جراثیم کش ہیں ۔ دوا خانوں میں ایسے لیمپ استعمال کئے جاتے ہیں جن سے شعاعیں نکلتی ہیں اور ان کے ذریعہ ہوا میں موجود جراثیم کو ہلاک کیا جاتا ہے ۔ ان شعاعوں سے دق وغیرہ امراض کے علاج میں بھی مدد لی جاتی ہے ۔ جن بچوں کو سوکھے کی بیماری ہو یا جن کی ہڈیاں کمزور ہوں ان کا علاج بھی ان شعاعوں سے کیا جاتا ہے ۔ جلدی امراض کے لئے بھی یہ مفید ثابت ہوئی ہیں ۔

تصویر کشی میں بھی بالائے بنفشی شعاعیں استعمال ہوتی ہیں ۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہ شعاعیں عام شیشے میں سے نہیں گزر سکتیں لیکن کوارٹز (QUARTZ) کے عدسہ میں سے گزر جاتی ہیں اور تصاویر کی فلموں پر ان کا گہرا اثر ہوتا ہے ۔ اگر رات کی تاریکی میں ان شعاعوں کے لیمپ استعمال کئے جائیں اور ان کو کسی خاص چیز پر مرکوز کیا جائے تو ان کے ذریعہ تصاویر لی جا سکتی ہیں ۔ فوٹو گرافر ان کو "کالی روشنی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

مندرجہ بالا فوائد کے علاوہ بالائے بنفشی شعاعوں اور زیریں سرخ شعاعوں کے اور بھی کئی فوائد ہیں اور ان کے استعمال کے نئے نئے پہلو روز بروز دریافت ہو رہے ہیں ۔ ان غیر مرئی شعاعوں نے کئی لحاظ سے ہماری روزمرہ کی زندگی میں تغیر پیدا کیا ہے اور مستقبل میں مزید تبدیلیوں کی توقع ہے ۔

مغربی ممالک میں ریلوے لائن کے ساتھ ایک ڈبہ لگا دیا جاتا ہے ۔ جس میں زیریں سرخ شعاعیں پیدا کرنے کا انتظام ہوتا ہے ۔ ریلوے کے لوگ انہیں "کھوجی گرم ڈبہ" (HOT BOX DETECTOR) کہتے ہیں ۔ اگر گاڑی کے پہیوں کے بیرنگ (BEARING) ذرا بھی گرم ہو جائیں تو خطرہ کی حالت پیدا ہونے سے قبل ان ڈبوں سے اس کا فوراً علم ہو جاتا ہے اور خطرہ ٹل جاتا ہے ۔ سگنل ٹاور میں اطلاعاتی کیمرے نصب ہوتے ہیں جو بتلاتے ہیں کہ گزرنے والی گاڑی کے کس ڈبہ کا کون سا پہیہ ضرورت سے زیادہ گرم ہو گیا ہے ۔ اور اس کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے ۔ ایسے آلات کی بدولت سینکڑوں جانوں کا اتلاف اور بے حساب مالی نقصان سے ریلیں بچ جاتی ہیں ۔

زیریں سرخ شعاعوں کے استعمال کا میدان بڑا وسیع ہو گیا ہے ۔ بعض دفعہ غلطی سے ہوا میں ہوائی جہاز ٹکرا جاتے ہیں ۔ اس ٹکراؤ سے بچنے کے لئے بھی یہ شعاعیں استعمال ہوتی ہیں ۔ فوجی نقطۂ نگاہ سے راڈار کا استعمال بہت مفید ہے ۔ اس کے ذریعہ دشمن کے جہازوں اور اس کے میزائلوں کا علم ہو جاتا ہے ۔ لیکن اب دیکھا گیا ہے کہ نہایت بلند پرواز میزائلوں کی شناخت میں زیریں سرخ شعاعیں راڈار سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں ۔ سورج سے ایک گھنٹے میں جو توانائی حرارت کی شکل میں زمین تک پہنچتی ہے وہ اکیس کروڑ ٹن کوئلہ سے حاصل ہونے والی حرارت کے برابر ہوتی ہے ۔ اس

باقی ۳۲ پر

کائنات کی بنیادی طبعی طاقتوں کی وحدت ثابت کرنے والا

# ڈاکٹر عبد السلام

نیویارک ٹائمز یو۔ایس۔اے از MALCOLM W. BROWNE

ترجمہ و مرسلہ: محترمہ حمیدہ بشیر احمد صاحبہ ۔ کراچی

پاکستانی ماہر طبیعات ڈاکٹر عبد السلام جن کے تحقیقی کام نے کائنات کی (چار میں سے) دو بنیادی طاقتوں کے درحقیقت ایک ثابت ہونے میں نمایاں مدد دی۔ جمعرات ۲۱۔ نومبر ۱۹۹۶ء کو ۷۰ برس کی عمر میں آکسفورڈ انگلینڈ میں رحلت فرما گئے۔ آپ کو گذشتہ چند سالوں سے ایک اعصابی مرض تھا۔

ڈاکٹر سلام صاحب نے دو امریکی سائنسدانوں ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ (DR. STEVEN WEINBURG) جو آجکل ٹیکساس (TEXSAS) آسٹن یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور ڈاکٹر شیلڈن گلاشو (DR. SHELDON GLASHOW) آف ہارورڈ یونیورسٹی کے ساتھ ۱۹۷۹ء کے نوبل انعام میں شرکت کی۔ آپ تینوں نے الگ الگ تحقیق کے بعد ایک ہی نتیجہ اخذ کیا۔ کائنات کی بنیادی طبعی طاقتوں کی وحدت ثابت کرنے والی آپ کی تھیوری کو طبیعات دان بیسویں صدی کی سائنس کا ایک سنگ میل سمجھتے ہیں۔

نظری طبیعات میں دھوم مچانے والی تحقیقات کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ترقی پذیر ممالک کے طلباء کی علم طبیعات تک رسائی ہو سکنے کی عالمی کوششوں کے ایک عظیم راہنما تھے۔ آپ عالمی ادارہ برائے نظری طبیعات ٹریسٹ (TRIESTE) اٹلی کے بانی تھے۔ یہ ادارہ ۱۹۶۴ء سے تیسری دنیا کے طبیعات دانوں کی تعلیم و ترقی میں مدد دے رہا ہے۔

ڈاکٹر سلام، ڈاکٹر وائن برگ اور ڈاکٹر گلاشو کی تحقیقات نے آخر کار ایسے حسابی فارمولے وضع کئے جن سے برقی مقناطیسی طاقت اور کمزور نیوکلیائی (NUCLEAR) طاقت میں باہمی ربط ثابت ہوا۔ اس کو سائمیٹری "SYMMETRY" کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ برقی مقناطیسی طاقت روشنی اور دیگر اقسام کی ریڈی ایشن "RADIATION" کے ذریعے اپنا اظہار کرتی ہے اور کمزور نیوکلیائی طاقت ایٹم کے مرکزے کے اندر کام کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے بعض اقسام کے "RADIOACTIVE DECAYS" ہوتے ہیں۔ کائنات کی معلوم طبعی طاقتیں چار ہیں: برقی مقناطیسی طاقت، کمزور نیوکلیائی طاقت، تیز نیوکلیائی طاقت، کشش ثقل۔ (سلام صاحب اور دیگر حضرات کے کام

سے برقی مقناطیسی طاقت اور کمزور نیوکلیائی طاقت کا درحقیقت ایک ہونا ثابت ہو چکا ہے (سلام صاحب نے اس کو الیکٹرو ویک طاقت کا نام دیا ہے ۔ از مترجم)

طبیعات دانوں کا اندازہ ہے کہ آج سے تقریباً ۱۵ بلین سال پہلے کائنات کا آغاز آگ کے گولے جیسے ایک وجود میں ایک عظیم دھماکے سے ہوا۔ ابتدائی وقت میں قدرت کی " SYMMETRY " نے تمام بنیادی طبعی طاقتوں کو ایک طاقت کی صورت میں یکجا رکھا ہوا تھا۔ جیسے جیسے صورت حال کا درجہ حرارت کم ہوتا گیا۔ "SYMMETRY" بھی ٹوٹ گئی۔ اور مختلف طبعی طاقتوں نے الگ الگ صورت اختیار کر لی۔

ڈاکٹر سلام صاحب (جو ہمیشہ اپنے مشفقانہ اخلاق اور خوبصورت داڑھی مونچھوں والے چہرے کے ساتھ یاد رکھے جائیں گے) "SYMMETRY" ٹوٹنے کی تشریح اس مثال سے کیا کرتے تھے کہ فرض کریں کہ کھانے کی دعوت میں مہمان گول میز کے گرد بیٹھے ہیں۔ ہر دو مہمانوں کے درمیان سلاد کی ڈش رکھی ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ میز پر سلاد "SYMMETRY" کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ اب اگر کوئی مہمان اپنے دائیں یا بائیں طرف سے سلاد کی ڈش اٹھا لیتا ہے تو ہم کہیں گے کہ سلاد کی ڈشوں کی "SYMMETRY" ٹوٹ گئی۔ اس کا اثر دوسرے مہمانوں پر بھی ہوگا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے دائیں یا بائیں سے سلاد کی ڈش کے انتخاب کے حق سے محروم ہو جائیں گے۔ کمزور نیوکلیائی طاقت کی " SYMMETRY " ٹوٹنے سے ایسے تعاملات ہوتے ہیں کہ جن میں بائیں پن کے رجحانات ہوتے ہیں۔ " LEFT - HANDED BIAS "۔

لیکن تینوں ماہرین طبیعات نے یہ ثابت کر دیا کہ گو بظاہر کمزور نیوکلیائی طاقت اور برقی مقناطیسی طاقت ایک دوسرے سے بالکل مختلف نظر آتی ہیں لیکن ان میں ایک چھپی ہوئی " SYMMETRY " مشترک ہے جو نہایت مشکل ریاضیاتی فارمولوں کی مدد سے ثابت کی جا سکتی ہے۔ مگر دقت یہ تھی کہ ان فارمولوں کو حل کرنے کے بعد جو ریاضیاتی جواب حاصل ہوتے تھے وہ "بے معنی حل" ہوتے تھے۔ چنانچہ ریاضیاتی طریقے وضع کر کے اُن فارمولوں کو " RENORMALIZABLE " کیا گیا یعنی اُن کا بے معنی پن دُور کیا گیا ۔ یہ ایک بہت ہی مشکل کام تھا جو سرانجام دیا گیا۔

ڈاکٹر سلام صاحب کے ساتھ نوبل انعام میں شریک سائنسدان ڈاکٹر گلاشو نے حالیہ انٹرویو میں بتایا ہے کہ ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر گلاشو نے اپنا ایک تحقیقی مقالہ کوپن ہیگن میں پیش کیا۔ جو اُن کے خیال میں ذراتی طبیعات کے "اسٹینڈرڈ ماڈل" کا پیش خیمہ ہو سکتا تھا اور جس میں فارمولے "بے معنی حلوں" سے پاک ہوتے۔ اس مقالے پر سب متفق نہ ہوئے۔ اور تقریباً ایک ماہ کے بعد سلام صاحب نے یہ ثابت کر دیا کہ میں بالکل غلط تھا۔ اس طرح یہ تحقیق آگے بڑھتی رہی اور ۱۹۶۰ء کے عشرے کے آخر تک ان تینوں سائنسدانوں نے الگ الگ

کام کرتے ہوئے تقریباً ایک جیسے نتائج حاصل کر لئے ۔ اُن میں سے ایک نتیجہ (بطور پیش گوئی) یہ تھا کہ "کمزور نیوکلیائی طاقت" اپنا اثر ایسے ذرّات کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہے ۔ جو ابھی تک تجربہ گاہ میں دریافت نہ ہوئے تھے ۔ ان کو "WEAK VECTOR BOSONS" کہا جاتا ہے ۔ ان مجوزہ ذرّات کو

"W-PLUS, W-MINUS, Z-ZERO"

کا الگ الگ نام دیا گیا ۔ (یہ ذرّات "PHOTON PARTICLE" جیسے کام کرتے ہیں ۔ جن کے ذریعے برقی مقناطیسی طاقت کی ترسیل ہوتی ہے) ۔ ان مجوزہ ذرّات کو دریافت کرنے کے لئے "ACCELERATOR" کی تجربہ گاہوں میں تجرباتی طبیعات دانوں کے درمیان مقابلے کی دوڑ شروع ہو گئی

("ACCELERATOR" سیدھی یا دائرے میں بنی ہوئی میلوں لمبی سرنگیں ہیں ۔ جن میں خاص انداز میں مقناطیس لگے ہوتے ہیں ۔ ان میں دو مخالف سمتوں سے بنیادی ذرّات کو برق رفتاری سے چلا کر ایک درمیانی جگہ پر آپس میں ٹکرا کر مزید نئے ذرّات پیدا کئے جاتے ہیں اور نتائج اخذ کئے جاتے ہیں ۔ از مترجم)

۱۹۸۳ء میں ڈاکٹر کارلو رُوبیا (CARLO RUBBIA) کی سربراہی میں تجربہ کرنے والے گروپ نے یورپی لیبارٹری برائے ذرّاتی فزکس CERN میں 'W' ذرّات دریافت کر لئے ۔ اور اگلے سال انہوں نے 'صفر ۔ Z' ذرّہ کی موجودگی بھی ثابت کر دی ۔ اس کے ذریعے "WEAK NEUTRAL CURRENT" ایٹم کے مرکز کے اندر کام کرتی ہے ۔

نوبل انعام کا فیصلہ کرنے والی کمیٹی نے فوراً فیصلہ کرتے ہوئے اس نہایت اہم تجرباتی کامیابی پر ڈاکٹر کارلو روبیا اور ان کے رفیق ڈاکٹر سائمن وان ڈر میر (DR. SIMON VAN DER MEER) کو ۱۹۸۴ء کا نوبل انعام پیش کیا ۔ اس طرح سے ڈاکٹر سلام ۔ ڈاکٹر وائن برگ اور ڈاکٹر گلاشو کی "ELECTROWEAK THEORY" نہایت شاندار طریق پر حتمی طور پر درست ثابت ہو گئی ۔ (اس تھیوری نے نوبل انعام پایا ۔ اور اس کو تجربہ گاہ میں ثابت کرنے والے کام کو بھی نوبل انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا)

اس کے بعد اخبار نے مختصراً آپ کی زندگی کے حالات و اعزازات کا ذکر خیر کیا ہے ۔

---

بقیہ: غیر مرئی شعاعیں

حرارت کا بہت سا حصہ سمندروں اور جھیلوں کے پانی کو بخارات میں تبدیل کرنے میں صرف ہو جاتا ہے ۔ ان بخارات سے بادل بنتے ہیں ۔ اور پھر بارش کی شکل میں واپس لوٹ آتا ہے ۔ اس پانی کو بڑے بڑے تالابوں میں ذخیرہ کر کے ان سے بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔ جو اکثر ممالک میں کارخانوں کو چلانے اور گھروں کو گرم کرنے اور روشنی مہیا کرنے میں استعمال ہوتی ہے ۔

## طب وصحت

# صحت برقرار رکھنے کے طریقے

ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ایم آر سی پی

(۲)

جراثیم کا تذکرہ چل رہا ہے کہ وہ صحت پر کیا اثر ڈالتے ہیں۔ یوں تو ہزاروں قسم کے جراثیم سے انسان کا واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن بیماری پیدا کرنے والے جراثیم چند ہی ہوتے ہیں۔ کچھ خطرناک جراثیم انسان کی مضبوط جلد اور دفاع کی وجہ سے جسم کے اندر داخل ہونے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض اندر داخل بھی ہو جاتے ہیں۔ اور جسم پر اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے حملہ کر دیتے ہیں۔ ان جراثیم سے جسم کیسے نپٹتا ہے اسی کا بیان کسی قدر مقصود ہے۔

جسم کے ہر حصے میں خون کی گردش ہر لمحے جاری رہتی ہے۔ خون ایک سیال مادہ ہے جس میں ننھے ننھے خلیات جن میں سے کچھ سُرخ رنگ کے دوسرے سفید رنگ کے ہوتے ہیں تیرتے رہتے ہیں۔ ان خلیات کے سپرد جسم کے مختلف کام ہیں۔ جسم کے دفاع کے سلسلہ میں سفید ذرات بہت اہم کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہ خلیے فوری طور پر اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں پر کوئی جراثیم داخل ہوئے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض تو جراثیم کا نگلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور انہیں ہلاک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس دفاعی جنگ میں بعض خلیات مارے بھی جاتے ہیں۔ چنانچہ پیپ جو زخموں میں بنتی ہے وہ یہی سفید ذرات کے مرنے کے بعد پیدا ہونے والا مواد ہوتا ہے۔

بعض سفید خلیات حملہ آور ہونے والے جراثیم کا تجزیہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور ان کے خلاف ہتھیاروں کی تیاری کا عمل شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حیرت انگیز نظام ہے کہ ہر جراثیم جس کے ساتھ جسم کا ایک دفعہ بھی پالا پڑ جائے اس کے متعلق سالہا سال تک جسم کی یادداشت میں اس جسم کی ساخت اس کی ماہیت اور دوسری معلومات قائم رہتی ہیں اور جب بھی دوبارہ وہ جراثیم حملہ کرتے ہیں فوراً جسم کی لائبریری سے یہ یادداشت نکالی جاتی ہے اور فوری طور پر اسے ہلاک کرنے کا سب سے مؤثر ہتھیار تیار کر کے اس جگہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں پر کہ وہ جراثیم حملہ آور ہوئے ہیں۔

اس نظام کو کیسے طاقتور بنایا جائے تا کہ صحت برقرار رہے؟ یہ اصل سوال ہے۔ بہت سی بیماریوں سے

انسان نے اس طریقے سے چھٹکارا حاصل کیا ہے ۔ چنانچہ چیچک کے موذی مرض کا اسی وجہ سے خاتمہ ہو چکا ہے ۔ اس طریقے میں جراثیم کی ماہیت کا لیبارٹری میں تجزیہ کیا جاتا ہے اور پھر اس تجربہ کے مطابق اس جراثیم کے زہر کا تریاق بنایا جاتا ہے ۔ اور جب بھی کوئی ایسی بیماری پیدا ہو جو ان جراثیم کی وجہ سے ہو تو اس کا تریاق استعمال کر وا کے ان جراثیم کو ہلاک کر دیا جاتا ہے ۔

ایک اور طریقہ یہ ہے کہ جسم میں اس جراثیم کو ایسی حالت میں داخل کیا جاتا ہے جبکہ اس میں بیماری پیدا کرنے کی طاقت ختم ہو چکی ہو اور اس کے ردعمل کے طور پر جسم اس جراثیم کے خلاف تریاق بنانا شروع کر دیتا ہے اور اگر کسی وقت مہلک یا زیادہ طاقتور جراثیم حملہ آور ہوں تو فوری طور پر جسم ان جراثیم سے زیادہ موثر طور پر نپٹ سکتا ہے ۔ چنانچہ پولیو اور تپ دق کے خلاف جو مدافعتی ٹیکے یا قطرے استعمال ہوتے ہیں وہ اسی نوعیت کے ہوتے ہیں ۔

بعض دفعہ جراثیم کو مردہ حالت میں ٹیکے کے ذریعے جسم میں داخل کر کے زندہ جراثیم کے خلاف جسم کی مدافعتی طاقت کو بڑھایا جاتا ہے ۔ اس قسم کے ٹیکوں کی مثال ٹائیفائیڈ اور ہیضہ سے بچاؤ کے ٹیکے ہیں ۔ پھر بعض جراثیم اپنا زہریلا اثر پیدا کرنے کے لئے بعض زہر جسم میں خارج کر دیتے ہیں ۔ چنانچہ تشنج کے جراثیم ایک ایسا زہر پیدا کرتے ہیں ۔ جو جسم کے پٹھوں میں اکڑاؤ اور تشنج پیدا کر دیتا ہے ۔ اسی طرح خناق کے جراثیم ایسا زہر پیدا کرتے ہیں جو فالج کی علامات ظاہر کرتا ہے ۔ ان زہروں کے تریاق بنانے کے طریقے بھی ہوتے ہیں اور یہ تریاق جسم کے اندر بھی بنایا جا سکتا ہے اور باہر بنا کر ٹیکہ کے ذریعے سے بیمار کو دیا جا سکتا ہے اور اس علاج کے نتیجے میں ان جراثیم کے بد اثرات سے انسان محفوظ رہتا ہے اور بیماری پیدا نہیں ہوتی ۔

آجکل پاکستان اور بعض دوسرے ترقی پذیر ممالک میں یرقان پیدا کرنے والے وائرس بہت عام ہو گئے ہیں اور یہ جگر کی بیماریاں پیدا کر دیتے ہیں ۔ اور مریض جگر کے فیل ہو جانے کی وجہ سے خطرناک حالت میں چلا جاتا ہے ۔ ایسی بیماریوں سے بھی بچا جا سکتا ہے ۔ اور بہت سے یرقان پیدا کرنے والے جراثیم کے خلاف مدافعت بڑھانے والی ادویہ اب تیار ہو چکی ہیں ۔ جن کے استعمال سے جسم ان جراثیم کے حملے سے محفوظ رہتا ہے ۔ انفلوئنزا ایک عام بیماری ہے ۔ اور اس کا حملہ بعض دفعہ بہت مہلک ہو جاتا ہے ۔ اس کے بد اثرات خاص طور پر بڑی عمر کے لوگوں یا بچوں میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ چنانچہ ایک ٹیکہ کے ذریعے اس سے بچا جا سکتا ہے ۔ لیکن انفلوئنزا وائرس میں ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ یہ اپنے جسم کی ساخت بدلتا رہتا ہے اس وجہ سے ایک وائرس کے خلاف تیار کیا جانے والا ٹیکہ بعض دفعہ تھوڑی مدت کے بعد اپنا اثر چھوڑ دیتا

باقی صفحہ ۴۰ پر

# نتائج امتحانات انصار اللہ 1996ء

## سہ ماہی دوم 1996ء

مجلس انصار اللہ پاکستان کے امتحان سہ ماہی دوم 1996ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے 375 مجالس کے 3093 انصار نے شرکت کی توفیق پائی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

(1) مکرم خالد مسعود خان صاحب فیصل ٹاؤن لاہور اول (2) مکرم شریف احمد صاحب سیالکوٹ کینٹ دوم (3) مکرم قریشی فصیح الدین صاحب کراچی نارتھ سوم۔

**خصوصی گریڈ:-** پتوکی ضلع لاہور مکرم اقبال احمد اختر صاحب۔ بہاولپور شہر مکرم عبد الرشید اعوان صاحب۔ بہاولنگر مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب۔ چنیوٹ مکرم بادشاہ گل صاحب۔ خانیوال مکرم ماسٹر محمد ابراہیم شاد صاحب۔ مظفر گڑھ۔ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب۔ کوٹ ادو مکرم عبد الکریم صاحب۔ ایل پلاٹ اوکاڑہ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب۔ ٹھٹھہ سندرانہ ضلع جھنگ مکرم محمد زاہد صاحب۔ دار الذکر فیصل آباد مکرم چوہدری محمد اشرف کاہلوں صاحب۔ مکرم چوہدری احمد دین صاحب۔ مکرم چوہدری عبد الکریم صاحب۔ مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب۔ مکر قریشی نصیر احمد صاحب مکرم میاں غلام احمد صاحب پنشنر محکمہ انہار۔ مکرم محمد ادریس صاحب۔ دار الحمد فیصل آباد۔ مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر۔ مکرم قریشی محمد نصر اللہ صاحب۔ دار النور فیصل آباد مکرم طارق محمود صاحب۔ مکرم محمد یوسف صاحب۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب۔ سید مشتاق احمد صاحب ہاشمی۔ شیخوپورہ شہر۔ ملک خالد محمود صاحب چونڈ ضلع سیالکوٹ مکرم خورشید احمد صاحب۔ مکرم محمد یوسف صاحب چوہان مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب۔ راولپنڈی صدر مکرم رفیق احمد خان صاحب۔ مکرم ملک محمد اکرم صاحب۔ مکرم ملک محمد عبد اللہ ریحان صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ مکرم چوہدری عبد الکریم صاحب۔ اسلام آباد غربی۔ مکرم محمد منظور احمد خان صاحب۔ اسلام آباد شرقی۔ مکرم عبد المنان فیاض صاحب۔ پنڈ عزیز ضلع جہلم مکرم میاں منظور احمد صاحب۔ نصیرہ ضلع گجرات۔ مکرم راجہ ظہور احمد صاحب۔ سرگودھا۔ مکرم محمد دین انور صاحب۔ ٹاؤن شپ لاہور۔ جاوید برکت بھٹی صاحب۔ مکرم سعید احمد گورایہ صاحب۔ گلبرک لاہور۔ مکرم میاں محمد سعید درد صاحب اچھرہ لاہور۔ مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں ساہی صاحب۔

دار النصر شرقی ربوہ۔ مکرم مبارک احمد خان صاحب۔ در العلوم وسطی۔ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب۔ دار الصدر غربی القمر ربوہ۔ میاں عبد المجید صاحب۔ مکرم پروفیسر سلطان اکبر صاحب دار الفضل غربی ربوہ۔ مکرم ملک محمد حسین صاحب۔ دار البرکات ربوہ۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب۔ مکرم مرزا غلام رسول صاحب۔ دار الصدر شرقی۔ مکرم محمد عبد اللہ قریشی صاحب۔ دار الرحمت غربی مکرم میجر ریٹائرڈ سعید احمد صاحب۔ النور کراچی۔ مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب۔ گلشن جدید کراچی۔ مکرم عنایت الدین صاحب۔ مارٹن روڈ کراچی۔ مکرم عبد الباری قیوم صاحب۔ نارتھ کراچی۔ مکرم محمد سعید رمزی صاحب۔

اداریہ

# قدرتِ ثانیہ

## "میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری زمانہ میں غلبۂ دینِ حق کو خلافت علیٰ منہاج نبوّت اور مسیح موعود اور مہدی معہود سے وابستہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ دینِ حق کی شوکت وعظمت کے لئے باذن الٰہی مسیح و مہدی کا وجود ظاہر ہوگیا اور عین ضرورت کے وقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح الزّماں اور مہدی برحق کے طور پر مبعوث فرمایا گیا جس کے نتیجہ میں دنیا میں ایک عظیم فکری، علمی، اخلاقی اور روحانی انقلاب برپا ہوا۔ قرآن کریم کی عظیم تعلیمات کے سامنے باطل مذاہب کے عقائد و فلسفہ خاک کے ذرّات کی طرح اڑ گئے۔ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس پر ایمان اور یقین سے خدا کی سچی توحید کو دل سے قبول کیا جانے لگا۔ مگر سُنّت اللہ کے مطابق اس عظیم کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد "قدرتِ ثانیہ" کے ظہور کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے ........ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا ضروری ہے ...... وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جُدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا ....." (رسالہ الوصیّت)

نیز فرمایا:۔

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے ......" (رسالہ الوصیّت)

## سہ ماہی سوم 1996ء

امتحان سہ ماہی سوم 1996ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے 252 مجالس کے کل 2363 انصار نے شرکت کی توفیق پائی۔ مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

1۔ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب مظفر گڑھ اول 2۔ مکرم عزیز احمد طاہر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ دوم 3۔ مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب بہاولنگر۔ سوم

## خصوصی گریڈ

مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی۔ مکرم محمد سلیم اختر صاحب دہلی گیٹ لاہور۔ مکرم شیخ عبدالرشید صاحب پشاور روڈ راولپنڈی۔ مکرم مرزا غلام رسول صاحب دارالبرکات ربوہ۔ مکرم رانا بشارت احمد صاحب میرپور آزاد کشمیر۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب ایل۔ پلاٹ ضلع اوکاڑہ۔ مکرم اقبال احمد اختر صاحب پتوکی ضلع قصور۔ مکرم محبوب احمد صاحب جھنگ صدر۔ مکرم میاں عبدالحئی صاحب پورنگ سیالکوٹ۔ مکرم شیخ عبدالمجید صاحب دارالفضل فیصل آباد۔ مکرم ماسٹر محمد حنیف بھٹی صاحب میرپور خاص سندھ۔ مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب دارالذکر فیصل آباد۔ مکرم محمد اقبال کاہلوں صاحب 316/ج۔ب تلونڈی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ مکرم سردار محمد کلیم صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ۔ مکرم جلال محمود صاحب نارتھ کراچی۔ مکرم منور احمد صاحب اسلام آباد غربی۔ مکرم رفیق اللہ خان صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ۔ مکرم ملک محمد حسین صاحب دارالفضل غربی ربوہ۔ مکرم نصراللہ خاں صاحب نصرت آباد ربوہ۔ مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب میرپور خاص سندھ۔ مکرم محمد نسیم صاحب گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ۔ مکرم سید شریف احمد صاحب معین الدین پور ضلع گجرات۔ مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب دارالذکر فیصل آباد۔ مکرم میاں غلام احمد صاحب دارالذکر فیصل آباد۔ مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب اسلام آباد شرقی۔ مکرم چوہدری احمد دین صاحب دارلذکر فیصل آباد۔ مکرم ڈاکٹر مورانی نثار احمد راٹھور نوکوٹ ضلع میرپور خاص سندھ۔ مکرم محمد ظفراللہ خاں صاحب بیت التوحید لاہور۔ مکرم سید محمد ابراہیم صاحب نارتھ کراچی۔ مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب النور کراچی۔ مکرم ماسٹر محمد اشرف گوندل شادی وال ضلع گجرات۔ مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل النور کراچی۔ مکرم بشیر حسین تنویر صاحب دارالحمد فیصل آباد۔ مکرم مشتاق احمد ہاشمی صاحب دارالنور فیصل آباد۔ مکرم ڈاکٹر منیر احمد بھٹی صاحب پتوکی ضلع قصور۔ مکرم مسعود احمد ظفر صاحب عزیز آباد کراچی۔ 37۔ مکرم علی اکبر صاحب گوجرانوالہ شرقی۔ مکرم مرزا محمد صفدر خاں صاحب کوئٹہ۔ مکرم ملک محمد اکرم صاحب راولپنڈی۔ مکرم ملک محمد عبداللہ ریحان صاحب صدر راولپنڈی۔ مکرم محمد سیال صاحب جھنگ صدر۔ مکرم خالد مسعود خاں صاحب فیصل ٹاؤن لاہور۔ مکرم افتخار احمد صاحب مصری شاہ لاہور۔ مکرم عبدالمالک خاں صاحب ماڈل ٹاؤن کراچی۔ مکرم شریف احمد صاحب۔ سیالکوٹ کینٹ۔ مکرم کمال دین صاحب دہلی گیٹ لاہور۔ مکرم پروفیسر محمد رشید طارق صاحب دہلی گیٹ لاہور۔ مکرم عبدالرحمان بھٹی صاحب دارالنصر شرقی ربوہ۔ مکرم میاں عبدالسمیع حسنی صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ۔ مکرم عبدالباسط خاں صاحب دارالرحمت شرقی الف ربوہ۔ مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ۔ مکرم مبارک احمد خاں صاحب دارالنصر شرقی ربوہ۔ مکرم شیخ عبدالماجد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ۔ مکرم عبدالرشید منگلا صاحب دارالرحمت شرقی الف ربوہ۔ مکرم ناصر احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ۔

## سہ ماہی چہارم

سہ ماہی چہارم 1996ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کل 193 مجالس سے 2208 انصار نے شرکت کی۔
مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

(1) اول مکرم محمد سلیم اختر صاحب دہلی گیٹ لاہور (2) دوم مکرم محمد نسیم صاحب گھنوکے جہ ضلع سیالکوٹ (3) سوم مکرم ارشاد احمد خاں صاحب پشاور

جن انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی ان کے اسمائے گرامی بغرض دعا تحریر کئے جاتے ہیں۔

## خصوصی گریڈ

مکرم محمد سلطان اکبر صاحب دارالصدر غربی حلقہ القمر ربوہ مکرم جمیل الرحمان رفیق صاحب کوارٹر تحریک جدید ربوہ مکرم منیرالدین احمد صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ مکرم اللہ بخش صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ مکرم عبدالرشید رازی صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ مکرم سلطان احمد شاہد صاحب کوارٹرز تحریک جدید ربوہ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب دارالیمن غربی ربوہ مکرم محمد ارشد قریشی صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ مکرم ڈاکٹر فیض اللہ خان صاحب دارالعلوم غربی حلقہ ثناء مکرم عبدالرشید خاں صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ مکرم ناصر احمد بلوچ صاحب دارالعلوم غربی حلقہ خلیل ربوہ مکرم بشیر احمد صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ مکرم فضل الٰہی ملک صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ مکرم میاں عطاء اللہ نسیم بھیروی دارالرحمت وسطی ربوہ مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی مکرم طاہر احمد ہاشمی صاحب النور کراچی مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب عزیز آباد کراچی مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل صاحب النور کراچی مکرم اشفاق حسین صاحب ماڈل کالونی کراچی مکرم میاں محمد سعید درد صاحب گلبرگ لاہور مکرم محمد حسن چوہان صاحب سمن آباد لاہور مکرم غلام محمد صاحب سمن آباد لاہور مکرم منظور احمد صاحب مغل پورہ مکرم چوہدری حبیب اللہ مظہر صاحب ڈیفنس سوسائٹی لاہور مکرم پروفیسر محمد رشید طارق صاحب دہلی گیٹ لاہور مکرم رحمت اللہ صاحب مغل پورہ لاہور مکرم ڈاکٹر سید محمد محسن ہاشمی صاحب فیصل آباد مکرم رائے محمد اسلم صاحب کریم نگر فیصل آباد مکرم عبدالصمد صاحب کریم نگر فیصل آباد مکرم حافظ محمد اکرم صاحب کریم نگر فیصل آباد مکرم امان اللہ صاحب فضل عمر فیصل آباد مکرم نصیر احمد بھٹی صاحب کھاریاں کینٹ مکرم محمد شریف خالد صاحب پتوکی مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب خانیوال مکرم احمد حسین رانا سانگلہ ہل شیخوپورہ مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب سانگلہ ہل شیخوپورہ مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب شیخوپورہ مکرم عزیز احمد طاہر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ مکرم محمد سیال صاحب جھنگ صدر مکرم محمود مجیب اصغر صاحب مظفر گڑھ مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب بہاولنگر مکرم قمر محی الدین صاحب ملیانوالہ سیالکوٹ مکرم غلام محی الدین صاحب ملیانوالہ سیالکوٹ مکرم بشیر احمد اعوان صاحب ملیانوالہ سیالکوٹ مکرم محمد اشفاق صاحب منڈی بہاؤالدین مکرم منیرالدین سیال صاحب وہاڑی مکرم سید سعید احمد صاحب کنری سندھ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء امتحان کو علم و فضل میں ترقی کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرتا رہے۔

آمین

ڈاکٹر عبدالخالق خالد قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

بقیہ: صحت برقرار رکھنے کے طریقے

ہے۔ اور لیبارٹری میں نیا ٹیکہ تیار کرنا پڑتا ہے۔

انہی جراثیم کے ضمن میں موجودہ زمانے کی ایک بیماری کا بیان کرنا قائین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اب تک ہم جسم کی مدافعت بڑھانے کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ ایک بیماری ایسی بھی ہے جو جسم کے اس نظام پر حملہ آور ہوتی ہے اور مدافعتی نظام کو تہ و بالا کر دیتی ہے۔ اسے ایڈز (AIDS) کہتے ہیں اور یہ بھی ایک وائرس کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے جسم میں یہ طاقت ہی نہیں رہتی کہ وہ جراثیم کے حملوں کا مقابلہ کر سکے اور بعض دفعہ ایسے کمزور جراثیم کی وجہ سے بھی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور عام طور پر انسان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ یہ بیماری ہم جنس پرستی یا جنسی بے راہ روی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے بچاؤ کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان ان گناہوں سے بچا رہے۔ بعض دفعہ یہ بیماری انتقال خون کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے صرف ایسا خون ہی استعمال کرنا چاہیئے جس کا ٹیسٹ کر کے یہ پتہ چلا لیا جائے کہ وہ ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہے۔

---

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت

ولا تمهل حتى اذا بلغت الحلقوم قلت: لفلان كذا و قد كان لفلان۔

(بخاری کتاب الزکاۃ باب فضل الصدقہ)

ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں ایسی دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا (یعنی مرنے والے کے اختیار سے نکل چکا)۔

اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تو انفاق فی سبیل اللہ کا سب سے بہترین موقع وہی ہے جب ایک خرچ کرنے والا تندرستی کی حالت میں ہو غربت کا ڈر اور خوف ہو مزید مالدار بننے کی خواہش ہو۔ تو اس وقت بنی نوع انسان کی ہمدردی میں خرچ کرے۔ محبت الہٰی کا یہی اہم زینہ ہے جو معراج انسانیت کا باعث ہے اور آسمان پر رحمت و محبت باری تعالیٰ کی نوید ہے اس ذریعہ سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت الہٰی کو پایا اور اسی ذریعہ آپ خالق و مخلوق کے محبوب قرار پائے۔ آپ کی زندگی میں کوئی شام نہ آتی کہ آپ اپنے گھر کا جائزہ لیتے اور صدقہ و خیرات کے قابل جو کچھ بھی ہوتا ضرورت مندوں کو دے دیتے۔ کبھی اس قدر اندوختہ نہ ہوا کہ زکوۃ کے نصاب کو پہنچا ہو۔ (جاری)

# حسنِ کارکردگی ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان

سال ۱۳۷۵ ہش/۱۹۹۶ء میں ناظمین اضلاع مجالس انصار اللہ پاکستان میں حُسنِ کارکردگی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ناظمین اضلاع اسنادِ خوشنودی کے حقدار قرار پائے ہیں۔ ان کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کیلئے پیش کئے گئے تھے۔ جو حضور نے منظور فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کیلئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین

۱۔ نظامت ضلع اسلام آباد — اوّل — ناظم ضلع مکرم چوہدری عبدالواحد ورک صاحب

۲۔ نظامت ضلع راجن پور — دوم — ناظم ضلع مکرم چوہدری علی محمد صاحب

۳۔ نظامت ضلع راولپنڈی — سوم — ناظم ضلع مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب

# حسنِ کارکردگی مجالس انصار اللہ پاکستان

سال ۱۳۷۵ ہش/۱۹۹۶ء میں زعماء اعلیٰ اور زعماء مقامی مجالس انصار اللہ پاکستان میں کارکردگی کے لحاظ سے "علم انعامی" کی حقدار اور پہلی دس مجالس کی حسب ذیل فہرست حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائی گئی تھی۔ جسے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین

۱۔ مجلس انصار اللہ۔ ربوہ — اوّل اور علم انعامی کی حقدار

۲۔ مجلس انصار اللہ۔ دارالذکر فیصل آباد — دوم

۳۔ مجلس انصار اللہ۔ دارالحمد فیصل آباد — سوم

۴۔ 〃 〃 ۔ دہلی گیٹ لاہور — چہارم

۵۔ 〃 〃 ۔ کریم نگر فیصل آباد — پنجم

۶۔ 〃 〃 ۔ دارالنور فیصل آباد — ششم

۷۔ 〃 〃 ۔ اسلام آباد جنوبی — ہفتم

۸۔ 〃 〃 ۔ مارٹن روڈ کراچی — ہشتم

۹۔ 〃 〃 ۔ اسلام آباد شرقی — نہم

۱۰۔ 〃 〃 ۔ عزیز آباد کراچی — دہم

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

# اس زمانہ میں مجدّد اور مُصلح کی ضرورت

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں :۔

"...... خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے سُنّت چلی آئی ہے کہ جب دنیا میں گُناہ کی ظُلمت پھیل جاتی ہے ۔ لوگ زندگی کے مقصدِ اصلی سے دُور جا پڑتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ خود اپنی طرف سے ایمانوں کو تازہ کرنے کے واسطے انتظام کرتا ہے اور مصلح اور مجدّد مبعوث کرتا ہے ۔ سفلی ریفارمر اس وقت کچھ نہیں کر سکتے ۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ لوگوں ہی کا یہ منصب ہوتا ہے کہ دلوں پر قابو پا کر اُن میں پاک زندگی پیدا کر جاتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے رُوحانی اصلاح کے لئے مقرر ہونے والے لوگ چراغ کی طرح ہوتے ہیں ۔ اسی واسطے قرآن شریف میں آپؐ کا نام دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ( الاحزاب : ۴۷ ) آیا ہے ۔ دیکھو کسی اندھیرے مکان میں جہاں سَو پچاس آدمی ہوں اگر ان میں سے ایک کے پاس چراغ روشن ہو تو سب کو اس کی طرف رغبت ہوگی ۔ اور چراغ ظُلمت کو پاش پاش کر کے اُجالا اور نُور کر دے گا ۔

اس جگہ آپ کا نام چراغ رکھنے میں ایک اور باریک حکمت یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور اس میں کوئی نقص بھی نہیں آتا ...... اس سے مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کرنے سے ہزاروں لاکھوں انسان اس مرتبہ پر پہنچیں گے اور آپؐ کا فیض خاص نہیں بلکہ عام اور جاری ہوگا ۔ بغرض یہ سُنّت اللہ ہے کہ ظلمت کی انتہا کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفات کی وجہ سے کسی انسان کو اپنی طرف سے علم اور معرفت دے کر بھیجتا ہے ۔ اور اس کے کلام میں تاثیر اور اس کی توجہ میں جذب رکھ دیتا ہے اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ......"

"مَیں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسی طرح زندہ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ تھا ۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک خاص مقام پر پہنچانے کا وعدہ کیا تھا ...... سورہ نُور میں آیت استخلاف کو پڑھ کر دیکھ لو ۔ مَیں بھی اسی وعدہ کے موافق آیا ہوں اور اسی واسطے موعود کہلاتا ہوں ۔ یہ نہیں کہ آواگون کے طور پر وہی مسیح آگیا ہو ......"

( ملفوظات جلد پنجم صـ ۶۶۴ - ۶۶۶ )

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی وفات ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی اور صادق الوعد رب ذوالجلال نے اپنے دائمی وعدہ کا دن دکھلایا۔ اور ۲۷۔ مئی ۱۹۰۸ء کو قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین ........ کو کھڑا کر دیا جس کے مقدس ہاتھ پر جماعت آخرین پھر سے جمع ہو گئی ــــــ ۲۷ مئی کو "قدرت ثانیہ" کا حسین چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا۔ جو آیت استخلاف کے آسمانی وعدہ کے مطابق الٰہی تائید و نصرت سے دین کی تمکنت اور شان و شوکت کا حامل ٹھہرا۔ اور پھر خدائی منشاء کے تحت ایک چاند کے بعد دوسرے چاند کے طلوع سے یہ روشن صداقت ظاہر ہوئی۔ کہ

"وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا" نیز یہ کہ "میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

سلسلہ احمدیہ کو "قدرت ثانیہ" کا جو عظیم الشان نظام آسمانی عطا کیا گیا اس کے مقاصد عالیہ کی خبر دیتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی، اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے ......" (رسالہ الوصیت)

پھر اس ذریعہ سے سلسلہ کی خدائی حفاظت اور غلبہ کی خبر دیتے ہوئے مزید فرمایا:۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔ اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے ........" (رسالہ الوصیت)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج جماعت احمدیہ کو یہ مبارک نظام نصیب ہے۔ اور قدرت ثانیہ کا یہ دائمی ظہور وہ آب حیات ہے جس سے ہماری قومی زندگی کی بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قدرت ثانیہ کی دائمی برکات سے نوازے۔ آمین

**امام الکلام**

# خدا تعالیٰ کی دوسری قدرت کے ظہور کا وعدہ

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حُجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

۱- اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ ۲- دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا۔۔۔۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔۔۔۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

## کلام الامام

# "بیعت بک جانے کا نام ہے"

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین......نے منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد فرمایا:۔

"میری پچھلی زندگی پر غور کرلو میں کبھی امام بننے کا خواہش مند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنی تئیں سبکدوش خیال کیا تھا میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہش مند نہیں میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہش مند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا میں نے اسی فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب۔ نواب محمد علی خاں صاحب ناقل) اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں کسی کی بیعت کرلو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں خود ضعیف ہوں بیمار رہتا ہوں۔ پھر طبیعت مناسب نہیں اتنا بڑا کام آسان نہیں......پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کرلو میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا مال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال...... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔"

اس خطاب کے آخر میں ارشاد فرمایا۔

"اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور موجود ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن سیکھنے اور (تزکیہ اموال) کا انتظام کرنے واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات۔ دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا ہے **وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ** ۔ یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔" (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۹۵-۱۹۶)

## عربی منظوم کلام

اَلَا اِنَّمَا الْاَیَّامُ رَجَعَتْ اِلَی الْھُدٰی ⁘ ھَنِیْئًا لَّکُمْ بَعْثِیْ فَبَشُّوْا وَ اَبْشِرُوْا

سُن لو! زمانہ ہدایت کی طرف لوٹ آیا۔ مبارک ہو تمہارے لئے میری بعثت۔ تم خوش ہو جاؤ اور خوشی مناؤ

وَقَدِ اصْطَفَانِیْ خَالِقِیْ وَ اَعَزَّنِیْ ⁘ وَ اَیَّدَنِیْ وَ اخْتَارَنِیْ فَتَدَبَّرُوْا

اور میرے خالق نے مجھے برگزیدہ کیا ہے اور مجھے عزت دی اور میری تائید کی اور مجھے چن لیا سو تم غور کرو

وَ وَاللّٰہِ مَا اَمْرِیْ عَلَیَّ بِغُمَّۃٍ ⁘ وَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ نُوْرَہٗ لَا اُنْکِرُ

اور اللہ کی قسم! میرا معاملہ مجھ پر مشتبہ نہیں اور یقیناً میں اس کے نور کو خوب پہچانتا ہوں، میں ناآشنا نہیں

اِذَا قَلَّ دِیْنُ الْمَرْءِ قَلَّ اتِّقَاءُہٗ ⁘ وَ یَسْعٰی اِلٰی طُرُقِ الشَّقَا وَ یُزَوِّرُ

جب انسان کی دینداری کم ہو جائے تو اس کا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے اور وہ بدبختی کی راہوں کی طرف دوڑنے لگتا اور فریب سے کام لیتا ہے

اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا وَقْتَ مَوْتِکُمْ ⁘ فَلَا تُلْھِکُمْ غُوْلٌ خَبِیْثٌ مُّخَسِّرُ

اے لوگو! اپنی موت کے وقت کو یاد کرو۔ پس تمہیں خبیث نقصان رساں دیو غافل نہ کر دے

وَ مِسَحُّ الْحِمَامِ سَیَحْمِلَنْکَ عَلَی الْمَطَا ⁘ وَ اَنْتَ بِاَمْوَالٍ وَّ خَیْلٍ تَفْخَرُ

اور موت کا گھوڑا جلد تجھے اپنی پیٹھ پر سوار کر لے گا اور تو اپنے مالوں اور گھوڑوں پر فخر کر رہا ہے

اَلَا لَیْسَ غَیْرَ اللّٰہِ شَیْءٌ مُّدَوَّمٌ ⁘ وَّ کُلُّ جَلِیْسٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ یَھْجُرُ

سنو! اللہ کے سوا کوئی شے ہمیشہ رہنے والی نہیں اور ہر ہم نشیں سوائے اللہ کے جدا ہونے والا ہے

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلَّذِیْ ⁘ ھَدَانَا مَنَاھِجَ دِیْنِ حِزْبٍ طُھِّرُوْا

اور ہماری آخری بات یہی ہے کہ تمام حمد اسی ذات کیلئے ہے جس نے ہمیں پاک گروہ کے دین کی راہوں کی راہنمائی کی

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۳۴-۳۳۵)

## فارسی منظوم کلام

اے خداوندِ خلق و عالمیاں ❖ خلق و عالم ز قدرتت حیراں

اے مخلوقات اور جہانوں کے آقا، مخلوق و دنیا تیری قدرت سے حیران ہے

چہ مہیب است شان و شوکتِ تو ❖ چہ عجیب است کار و صنعتِ تو

تیری شان و شوکت کس قدر پُر رعب و عظمت ہے اور تیری صنعت اور تیرا کام کتنا عجیب ہے

حمد را با تو نسبت از آغاز ❖ نے دراں کس شریک نے انباز

شروع سے ہی حمد کا تعلق تیرے ساتھ ہے اور اس معاملہ میں نہ تیرا کوئی شریک ہے نہ ہمسر

تو وحیدی و بے نظیر و قدیم ❖ منزّہ ز ہر قسیم و سہیم!

تو اکیلا بے مثل اور ازلی ہے اور ہر ساجھی اور شریک سے پاک ہے

کس نظیر تو نیست در دو جہاں ❖ ہر دو عالم توئی خدائے یگاں

دونوں جہانوں میں تیرا کوئی نظیر نہیں اور دونوں عالم میں تو اکیلا ہی خدا ہے

زورِ تو غالب است بر ہمہ چیز ❖ ہمہ چیزے بہ جنبِ تو نا چیز

ہر شے پر تیری طاقت غالب ہے اور ہر چیز تیرے مقابل پر ناچیز ہے

ترست ایمن کند ز ترس و خطر ❖ ہر کہ عارف ترست ترساں تر

تیرا خوف ہر ڈر اور خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے۔ جو تیری معرفت زیادہ رکھتا ہے وہی تجھ سے زیادہ ڈرتا ہے

ہست یادت کلیدِ ہر کارے ❖ خاطرے بے تو خاطر آزارے

تیری یاد ہر مشکل کی کلید ہے تیرے بغیر ہر خیال دل کا دُکھ ہے

(دیباچہ براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۱۵-۱۶)